Rs. 60/-

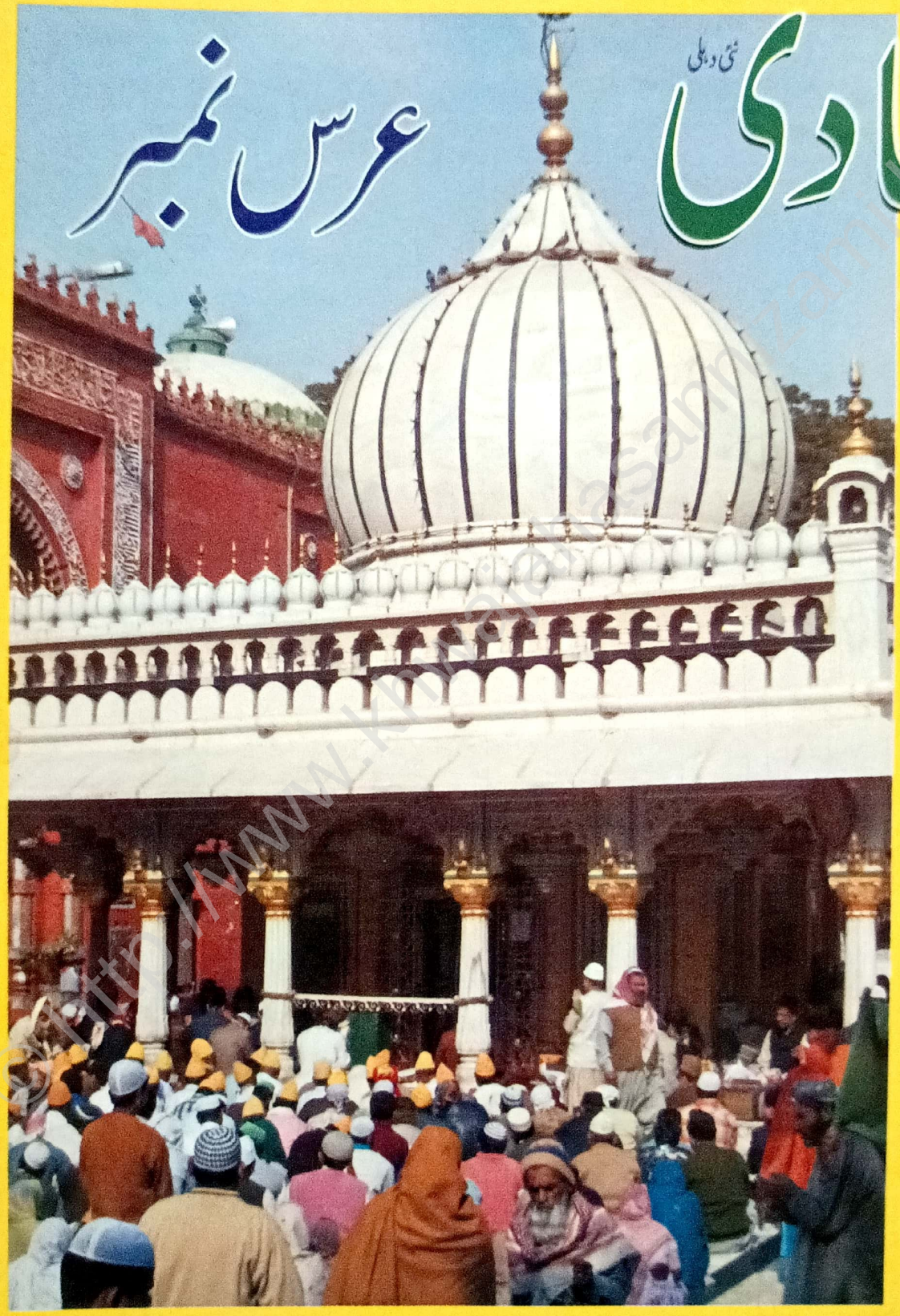
بارگاہِ سلطان المشائخ حضرت خواجہ سید نظام الدین اولیاء محبوب الٰہیؒ کا

ماہنامہ

مُنادی

نئی دہلی

عرس نمبر



درگاہ حضرت خواجہ نظام الدین اولیاء رحمۃ اللہ علیہ، دہلی

© http://www.kitaabkhaana.com



مصور فطرت حضرت خواجہ حسن نظامی کے پانچویں صاحبزادے اور خلیفہ حضرت خواجہ سید مہدی نظامی کے پوتے اور خواجہ محمد نظامی کے فرزند خواجہ سید محمد (عبد) الشافی نظامی دادا کے مزار اقدس پر

مناد یا منادی دین الاسلام

مدیر
خواجہ حسن ثانی نظامی
مدیران
خواجہ سید نوید پاشا نظامی
خواجہ سید محمد نظامی

بارگاہ سلطان المشائخ حضرت خواجہ نظام الدین اولیاء محبوب الٰہیؒ سے
ایمان اور امن کی ندا دینے والا
اور ان کے جانشین
امام المشائخ شمس العلماء حضرت خواجہ حسن نظامیؒ کی یادگار

منادی

ماہنامہ — نئی دہلی

درگاہ شریف اور منادی کے بارے میں خط و کتابت کرنے اور قیمت جمع کرانے کا پتہ
خواجہ حسن ثانی نظامی
ڈاکخانہ حضرت نظام الدین اولیاءؒ
نئی دہلی ۱۱۰۰۱۳

منادی ۱۹۲۶ء سے جاری ہے یہ ۸۶ ویں جلد (مارچ ۲۰۱۲ء) کا تیسرا شمارہ ہے

تحریری معاون قدیم
شمس العلماء حضرت خواجہ حسن نظامیؒ
عالی جناب ریحان احمد عباسی

سالانہ قیمت
ہندوستان میں
ایک سو روپے
غیر ممالک سے
پندرہ ڈالر
فی پرچہ
دس روپے
اس خصوصی شمارے کی
قیمت: ایک سو روپے

سلطان المشائخ حضرت نظام الدین اولیاءؒ نے فرمایا کہ: ''ہر (مجمع) عام میں ایک خاص بھی ہوتا ہے۔ اس باب میں حکایت بیان فرمائی کہ شیخ بہاء الدین زکریا سیاحت بہت کرتے تھے۔ ایک دفعہ جوالقیوں (ملنگوں) کے ایک گروہ میں پہنچے اور ان کے درمیان بیٹھ گئے۔ اس مجمعے میں ایک نور پیدا ہوا۔ جب غور سے دیکھا تو ان لوگوں میں ایک شخص نظر آیا کہ نور اس سے نکل رہا تھا۔ (یہ) آہستہ سے اس کے پاس گئے اور بولے کہ تو ان لوگوں میں کیا کر رہا ہے؟ اس نے جواب دیا، زکریا! تاکہ تجھے معلوم ہو جائے کہ ہر عام میں ایک خاص بھی ہوتا ہے۔۔''

فہرست

سلطان جی کی سترہویں — ایک تجزیہ ——— ۲ ——— خواجہ سید محمد نظامی

سلطان المشائخ حضرت نظام الدین اولیاءؒ — ۵ ——— حضرت مولانا سید ابوالحسن علی ندویؒ

□□□

پرنٹر پبلشر خواجہ حسن ثانی نظامی نے، ایم آر پرنٹرس، گلی گڑھیا کوچہ چیلان، دہلی ۲ میں چھپوا کر درگاہ حضرت خواجہ نظام الدین اولیاء نئی دہلی ۱۳ سے شائع کیا

© http://www.khwajahassanizami.me

سلطان جی کی سترہویں — ایک تجزیہ

خواجہ سید محمد نظامی

پیچھے سلطان المشائخ حضرت خواجہ نظام الدین اولیاءؒ کا عرس، جو سترہویں کے نام سے مشہور ہے، خیر وخوبی کے ساتھ انجام پذیر ہوا۔ جیسا کہ ہم سب جانتے ہیں، حضرت سلطان المشائخ کا وصال ۱۸ ربیع الثانی ۷۲۵ھ کو طلوع آفتاب کے بعد بدھ کے دن ہوا تھا۔ تاریخ کی اسی مناسبت سے ہر سال کی طرح اس سال بھی مسکینوں اور لاچاروں کے مددگار، یعنی خواجگان چشت کے راج دُلارے کا سالانہ عرس عقیدت واحترام کے ساتھ آپ ہی کے نام سے منسوب دہلی کی بستی حضرت نظام الدین اولیاء میں منعقد کیا گیا۔ یہ آپ کا ۷۰۸ واں سالانہ عرس تھا۔ حسب سابق اس سال بھی عرس مبارک کی روحانی مجالس میں حضرت خواجہ حسن ثانی نظامی کے مرید ہی چھائے رہے۔ اب چاہے قرآن خوانی کا پاکیزہ اجتماع ہو، ذکر وشغل اور فاتحہ خوانی کی روح پرور محفل ہو یا قوالیوں کی سماں بندی، سیکڑوں کی تعداد میں وہ دور سے ہی پہچان لیے جاتے تھے کہ دیکھو یہ بلند پیلی ٹوپیوں والے لوگ حضرت خواجہ حسن ثانی نظامی کے ہی مرید ہیں۔ اور ایسا ہوتا بھی کیوں نہ، یہ پیلی ٹوپیوں والے بڑی تعداد میں دہلی کے علاوہ شمالی ہند کی دوسری قریبی ریاستوں سے تو آتے ہی آتے، قابل ذکر بات یہ تھی کہ یہ دور دراز کی جنوبی ریاستوں سے اُس سے بھی زیادہ تعداد میں دوست واحباب کی ٹولیوں کی صورت میں، یہاں تک کہ چھوٹے بڑے بیوی بچوں کے ساتھ کنبے کے کنبے عرس میں شرکت کے لیے آئے ہوئے تھے۔ جنوبی ہند کے جن بڑے شہروں اور ان کے قرب وجوار میں واقع قصبات وغیرہ سے حضرت خواجہ حسن ثانی نظامی کے بلاوے پر جو لوگ سلطان جی کی چوکھٹ پر قدم بوس ہونے کے لیے آئے، ان میں خاص طور سے ناندیڑ، بلہاری، برہان پور، احمد آباد، بمبئی، باسپٹ، حیدرآباد وغیرہ شہروں کے زائرین شامل رہے۔ یہاں تک کہ بنگلہ دیش، پاکستان، انگلینڈ اور افریقہ جیسے ملکوں سے بھی عقیدت مند عرس کے پروگراموں میں شرکت کے لیے پہنچے۔

حضرت خواجہ حسن نظامیؒ میموریل سوسائٹی کے روح رواں میرے پیر، میرے چچا جان، میرے والد مرحوم سید مہدی نظامیؒ کے بڑے بھائی حضرت خواجہ حسن ثانی نظامی کے زیر اہتمام جتنے بھی پروگرام ہوئے ان میں ہر جگہ لوگوں کا ہجوم دیکھا گیا اور ان روح پرور مناظر کو عقیدت مند بطور یادگار اپنے کیمروں میں محفوظ کرتے رہے، جس کی ایک جھلک آپ منادی کے اس خصوصی شمارے میں بھی ملاحظہ کریں گے۔ خواجہ صاحب کے ان پروگراموں کی مقبولیت اور خصوصیت کا اندازہ اس بات سے بھی لگایا جاسکتا ہے کہ سرکاری نشریاتی ادارے ''دور درشن'' نے بھی انھیں خصوصی اہمیت دی اور اپنی نشریات میں منصوبہ بند طریقے سے مقابلتاً ان کو زیادہ وقت دیا۔

عرس کے اس مبارک موقع پر کون کون سے پروگرام قابل ذکر رہے، آیئے اب اُن پر بھی سرسری نظر ڈال لی جائے۔

۱۷ ربیع الثانی ۱۴۳۳ھ (۱۱ مارچ ۲۰۱۲ء)

صبح گیارہ بجے خانقاہ شریف حضرت خواجہ نظام الدین اولیاءؒ میں فاتحہ اور قوالی ہوئی، اور حضرت خواجہ حسن ثانی نظامی صاحب سجادہ نشین درگاہ حضرت خواجہ نظام الدین اولیاءؒ نے اپنے

مریدوں اور دوسرے تمام حاضرین کو خطاب کرتے ہوئے صوفی تعلیمات کی اہمیت وفضیلت پر روشنی ڈالی۔ اس کے بعد حسن ثانی نظامی صاحب کی قیادت میں سب زائرین نے حضرت سلطان المشائخ کی آرام گاہ کے ساتھ ساتھ، اس متبرک مقام کی بھی زیارت کی جہاں حضرت نصیر الدین محمود چراغ دہلیؒ نے حضرت سلطان المشائخ کا مرید ہونے کا شرف حاصل کیا تھا۔

عرسوں کی محفلیں عموماً قرآن خوانی، قوالی اور مشاعروں وغیرہ تک ہی محدود دیکھی جاتی رہی ہیں۔ ہوتا یہ ہے کہ عرس کے ایسے اجتماع میں کافی تعداد ایسے لوگوں اور خاص طور سے نوجوان طبقے کی بھی ہوتی ہے، جنھیں صوفیائے کرام کے حالاتِ زندگی سے کماحقہٗ واقفیت نہیں ہوتی۔ جبکہ ضرورت اس بات کی ہوتی ہے کہ لوگوں کو صاحب عرس کی تعلیمات اور ان کے فیوض وبرکات سے بھی روشناس کرایا جائے، جس سے سننے والوں کے دلوں میں بھی اس پاک ہستی کے تئیں نہ صرف احترام وعقیدت کے جذبے کو جلا ملے، بلکہ وہ ان کی تعلیمات سے واقف ہوکر خود اپنے دلوں میں انسانی قدروں کو اپنانے کی تڑپ پیدا کریں۔ اسی ضرورت کے پیش نظر حضرت خواجہ حسن ثانی نظامی گزشتہ لگ بھگ ساٹھ سالوں سے ہر عرس کے موقع پر سیمینار کا اہتمام کرتے آرہے ہیں۔ اسی روایت کو برقرار رکھتے ہوئے اس سال بھی ۱۱ مارچ کو شام سات بجے خواجہ ہال بستی حضرت نظام الدین اولیاءؒ میں ''حضرت خواجہ نظام الدین اولیاءؒ — تعلیمات ومیراث'' کے عنوان سے ایک سیمینار منعقد ہوا۔

سیمینار کا آغاز حضرت حافظ فیاض موسم نظامی صدر جماعت نظامی افریقہ کی تلاوت کلام پاک سے ہوا۔ جن اسکالرس نے اپنے مقالوں یا تقریروں کے ذریعہ حضرت محبوب الٰہیؒ کی ایمان افروز تعلیمات وفضائل سے روشناس کرایا، ان میں جناب ڈاکٹر سید فاروق، پروفیسر اختر الواسع، پروفیسر مسعود انوار، پروفیسر سید ظہیر حسین جعفری، ڈاکٹر عقیل احمد، جناب افضل منگلوری، جناب جمشید قریشی اور خواجہ حسن نظامیؒ میموریل سوسائٹی کے صدر جناب شاہد مہدی۔ ان مقتدر ہستیوں کے علاوہ خصوصی طور پر اس سیمینار میں شرکت کے لیے دور قریب سے آنے والوں میں حافظ ارشد خاں نظامی (افریقہ)، جناب سید پیر پاشا نظامی اور جناب عبدالرحمٰن (بلہاری)، جناب خواجہ ایم شاہد، جناب عمر فاروق، جناب شعیب رضا خاں وارثی، جناب خالد نظامی (ادونی)، جناب شاہین جاوید (جنرل منیجر بہائی ٹیمپل آف ورشپ دہلی) قابل ذکر رہے۔ جلسے کی نظامت حسن نظامی میموریل سوسائٹی کے روحِ رواں حضرت خواجہ حسن ثانی نظامی نے فرمائی۔

پروفیسر اختر الواسع صاحب جامعہ ملیہ اسلامیہ نے حضرت محبوب الٰہیؒ کی تعلیمات بیان کرتے ہوئے فرمایا کہ ایک بار حضرت محبوبِ الٰہیؒ نے دستر خوان پر موجود لوگوں کو الگ الگ کھانے کا حکم دیا تو کچھ فسادی قسم کے لوگوں نے شور مچایا کہ یہ اسلام کی تعلیمات کے خلاف ہے۔ اس پر حضرتؒ کے ایک عالم مرید نے قرآن کی ایک آیت پڑھی، جس کا مطلب تھا کہ کوئی حرج نہیں ہے کہ اگر تم مل کے کھاؤ یا الگ الگ کھاؤ۔ کھانے کی چیز اگر سوکھی ہے تو مل کے کھانے میں کوئی حرج نہیں، لیکن اگر شوربے دار ہے اور مہمان کے ناخون بڑھے ہوئے ہیں اور اس میں میل بھرا ہے تو ایسی صورت میں الگ الگ کھانا ہی بہتر ہے۔

علی گڑھ مسلم یونیورسٹی کے عربی ڈپارٹمنٹ کے پروفیسر مسعود انور صاحب نے اپنی تقریر میں حضرت محبوب پاکؒ کے ابتدائی زمانے کے ایک واقعہ کا ذکر کیا کہ حضرت نظام الدین اولیاء کا اصل نام سید محمد تھا۔ ایک دن بدایوں میں اپنے گھر میں بیٹھے تھے تو باہر سے آواز آئی مولانا نظام الدین! مولانا نظام الدین جب باہر نکلے تو ہر شخص نے مولانا نظام الدین کے نام سے

پکارنا شروع کر دیا۔ تب سے ہی آپ کا نام سید محمد کی بجائے نظام الدین اولیاء مشہور ہو گیا۔

پروفیسر ظہیر حسین جعفری دہلی یونیورسٹی نے فرمایا کہ حضرت سلطان المشائخ وہ پہلے بزرگ ہیں، جنھوں نے صحیح حدیث کو ترجیح دی۔

عالی جناب پروفیسر سید عزیز حسین ہمدانی جامعہ ملیہ اسلامیہ اور ڈاکٹر عقیل احمد صاحب سکریٹری غالب اکیڈمی نے بھی اپنی عالمانہ تقریروں سے حاضرین کو محظوظ کیا۔ ڈاکٹر افضل منگلوری اور جناب سلیم اسلم نظامی صاحب نے حضرت سلطان المشائخ کی شان میں منقبتیں پڑھیں۔ ڈاکٹر سید شاہد مہدی صدر خواجہ حسن نظامی میموریل سوسائٹی نے سیمینار کے اختتام پر حاضرین کا شکریہ ادا کیا اور خاص مہمانان کی گل پوشی فرمائی، جن میں عالی جناب جسٹس قریشی، حضرت سید پیر پاشا نظامی بلہاری، جناب عبدالرحمٰن نظامی بلہاری، عالی جناب خواجہ ایم شاہد صاحب، حضرت عمر فریدی فاروقی، خالد نظامی ادونی، عالی جناب شاہین جاوید اور جماعت نظامی حیدرآباد، جماعت نظامی ناندیڈ، جماعت نظامی بلہاری، جماعت نظامی ادونی، جماعت نظامی ہاسپیٹ، جماعت نظامی سرگپا وغیرہ کافی تعداد میں عرس کی تقریبات میں شامل رہے۔ مجیب نظامی نے ہر بار کی طرح اس بار بھی انتظامی امور کو بخوبی انجام دیا۔

۱۸ ربیع الثانی ۱۴۳۳ھ (۱۲ مارچ ۲۰۱۲ء)

صبح نو بجے حجرۂ قدیم حضرت خواجہ حسن نظامی میں فاتحہ اور قوالی ہوئی اور اس کے بعد صحن درگاہ حضرت خواجہ نظام الدین اولیاء میں عرس شریف کا بڑا قل اور قوالی ہوئی، جس میں برصغیر کے تمام مذاہب کے لوگوں نے شرکت کی۔ عرس میں شرکت کے لیے پاکستان اور بنگلہ دیش سے بھی کافی زائرین آئے ہوئے تھے، جو سب کے سب اس مبارک موقع پر موجود رہے۔ اسی دن شام کو سات بجے خواجہ ہال میں زیر اہتمام اقبال احمد خاں نظامی چیف دہلی کھرانا کا اسکل صوفی میوزک کا پروگرام منعقد ہوا۔ جس میں خاص طور سے سرمارک ٹیلی (بی بی سی) و دیگر نامور شخصیات موجود رہیں۔

۱۹ اور ۲۰ ر دونوں دن درگاہ حضرت خواجہ نظام الدین اولیاءؒ کے صحن میں قرآن خوانی، فاتحہ، قوالی اور لنگر کا سلسلہ جاری رہا۔

نظامی بنسری

دکن کے راج کمار ہردیو کی کتاب کا ترجمہ ہے۔ حضرت خواجہ نظام الدین اولیاءؒ کے احوال زندگی اور ان کے وقت کے سات بادشاہوں کے حالات ہیں۔ ہر بیمار یہ کتاب پڑھ کر اور سُن کر تندرست ہو جاتا ہے۔

قیمت: 300 روپے

شمس العلماء مصور فطرت

حضرت خواجہ حسن نظامی علیہ الرحمہ والغفران کی تصنیفات کے سب حالیہ شائع شدہ ایڈیشن مہیا ہو گئے ہیں۔ ضرورت مند حضرات طلب فرما سکتے ہیں (حسن ثانی نظامی)

سلطان المشائخ حضرت نظام الدین اولیاءؒ

حضرت مولانا سید ابوالحسن علی ندویؒ

سلطان المشائخ حضرت شیخ نظام الدینؒ پہلے چشتی شیخ ہیں، جن کے اثرات اُن کی زندگی میں سارے ہندوستان میں پھیلے اور جنھوں نے ہندوستان کے اسلامی معاشرہ اور ہر طبقہ کو متاثر کیا، اور حکومت سے لے کر عوام وغربا تک کو اپنے حلقۂ عقیدت واثر میں لیا، اسی کے ساتھ وہ ہندوستان کے پہلے شیخ طریقت اور مرشدِ روحانی ہیں، جن کے حالات سب سے زیادہ تفصیل ووضاحت اور استناد کے ساتھ ملتے ہیں، ان کے مشائخ نے نہ کوئی تصنیف کی نہ اُن کے خلفاء نے اپنے شیوخ کے ملفوظات وحالات جمع کیے، نہ انھوں نے اپنے شیخ کے ملفوظات و حالات کا کوئی مجموعہ تیار کیا، لیکن اُن کے ملفوظات وحالات جمع کرنے کا خاص اہتمام کیا گیا، اس سلسلہ میں دو بڑے قیمتی ومستند ماخذ ہیں، ایک فوائد الفواد جو امیر حسن علا سجزی (م ۷۳۷ھ) کی تالیف ہے۔ حضرت خواجہؒ نے اس کو لفظاً لفظاً سنا اور تحسین فرمائی اور حضرت خواجہؒ کے اصحاب وخدام نے اس کی صحت کو عام طور پر تسلیم کیا اور حرزِ جاں بنایا۔ دوسرا سیر الاولیاء جو امیر خورد سید محمد مبارک علوی کرمانی (م ۷۷۰ھ) کی تصنیف ہے۔ امیر خورد، خورد سالگی میں حضرت خواجہؒ سے بیعت ہوئے اور ان کی صحبت کی سعادت حاصل کی، پھر حضرت شیخ نصیر الدین چراغ دہلیؒ سے رجوع کیا۔ اُن کے والد نور الدین مبارک بن سید محمد کرمانیؒ (م ۷۴۹ھ) حضرت خواجہ نظام الدینؒ کے رفیق قدیم اور مخلص وبے تکلف دوستوں میں تھے۔ اس کتاب (تاریخ دعوت وعزیمت) میں زیادہ تر ان سے روایت ہے۔ اپنے شیخ حضرت خواجہ نصیر الدین چراغ دہلیؒ سے بھی سُنی ہوئی بہت سی باتیں درج ہیں، اپنے چشم دید حالات اور سُنے ہوئے ملفوظات بھی ہیں، حضرت خواجہؒ کے حالات وسوانح اور ان کے خلفائے کبار کے حالات وکمالات کا یہ مفصل ومستند ذخیرہ ہے۔ ان دو کتابوں کی وجہ سے خاص طور پر حضرت خواجہؒ کے حالات، ذوق، رجحانِ طبع، تعلیم وتربیت کے طریقے، اصلاحی وتبلیغی کوشش، ان کے فیوض وبرکات اور اثرات محفوظ ہو گئے اور تاریخ کی روشنی اور گرفت میں آ گئے۔

اسی شخصیت کی عظمت وتاثیر اور حالات وماٰخذ کی سہولت کی وجہ سے دعوت وعزیمت کی ایک مرکزی اور عہد آفریں شخصیت کی حیثیت سے ان کی ذات کو انتخاب کیا گیا، کتاب کے آئندہ ابواب اسی اجمال کی تفصیل کے لیے ہیں۔

جامع اوصاف: حضرت خواجہ نظام الدینؒ کے اوصاف وخصوصیات کا خلاصہ اور ان کا صحیح ترین وجامع ترین تعارف ان الفاظ میں ہے، جو عطائے خلافت کے وقت اُن کے صاحب نظر شیخ ومرشد (شیخ کبیر حضرت خواجہ فرید الدین گنج شکرؒ) کی زبان سے نکلے۔ انھوں نے فرمایا:

> ''باری تعالیٰ ترا علم وعقل وعشق دادہ است وہر کہ بدیں صفت موصوف باشد از وخلافت مشائخ نیکو آید۔''
>
> اللہ تعالیٰ نے تم کو علم وعقل وعشق کی دولت عطا کی ہے، اور جو ان صفات کا جامع ہو وہ مشائخ کی خلافت کی ذمہ داریاں خوب ادا کر سکتا ہے۔

حضرت خواجہؒ کی سیرت اسی جامعیت کا مرقع ہے، یہاں علم وعقل و عشق تینوں پہلو بہ پہلو نظر آتے ہیں۔ محبت ومعرفت حقیقی اور

© http://www.khwajahasannizami.info

مشائخ کبار کی تربیت وصحبت جو بہترین اثرات ونتائج پیدا کرتی ہے اور جن کے بہترین مجموعہ کا نام دورِ آخر میں ''تصوف'' پڑ گیا ہے۔ یعنی اخلاص واخلاق اُس کی بہترین نمود اُن کی زندگی میں نظر آتی ہے۔

اخلاص: ان کی زندگی کا بہترین جوہر، جس نے اُن کو اپنے معاصرین ہی میں نہیں، بلکہ مشائخ اسلام میں ایک بلند مقام اور اپنے زمانہ ہی میں نہیں بلکہ تاریخ اسلام کے مختلف ادوار میں قبولِ عام اور بقائے دوام عطا کیا اور اُن کو محبوبیت کے خاص انعام سے نوازا، وہ توحید واخلاص کی وہ خاص کیفیت اور ذوق ہے، جس میں محبت ورضائے الٰہی کے سوا کوئی چیز مطلوب ومقصود نہیں رہی، محبت ویقین کے شعلہ نے ہر طرح کے خس وخاشاک کو جلا کر رکھ دیا تھا، حب دنیا، حب جاہ اور اس طرح کی تمام محبتوں اور طلبوں کا استیصال کلی ہو چکا تھا۔

شاد باش اے عشق خوش سودائے ما
اے طبیب جملہ علت ہائے ما
اے دوائے نخوت و ناموس ما
اے تو افلاطون و جالینوس ما
عشق آں شعلہ است کہ چوں بر فروخت
ہر چہ جز معشوق باقی جملہ سوخت
ماند الا اللہ باقی جملہ رفت
شاد باش اے عشق شرکت سوز رفت

(مولانا روم)

امیر حسن علا سجزی راوی ہیں کہ ایک مرتبہ مجلس میں یہ ذکر ہو رہا تھا کہ کچھ لوگ مسجد میں قیام کرتے ہیں اور وہاں قرآن مجید کی تلاوت اور نوافل پڑھتے ہیں۔ میں نے عرض کیا کہ اگر اپنے گھر ہی رات کو قیام کریں تو کیسا ہے؟ فرمایا کہ آدمی اپنے گھر میں ایک پارہ پڑھے، وہ مسجد میں ایک قرآن ختم کرنے سے بہتر ہے۔

اس پر یہ ذکر آ گیا کہ گذشتہ زمانہ میں ایک صاحب جامع مسجد دمشق میں رات بھر عبادت میں مشغول رہتے تھے، اس لالچ میں کہ اس کی عام شہرت ہوگی اور شیخ الاسلامی کے عہدے پر (جو اُس زمانہ میں خالی تھا) اُن کا تقرر ہو جائے گا، یہ سُن کر حضرت خواجہؒ کی آنکھوں میں آنسو بھر آئے، اور آپ نے فرمایا:

''بسوز اول شیخ الاسلامی را و پس خانقاہ را و بعد ازاں خود را۔''

آگ لگاؤ ایسی شیخ الاسلامی کو پھر خانقاہ کو، پھر اپنے کو خاک کر کے رکھ دو۔

حضرت خواجہؒ کی ساری زندگی اِسی ''دل سوختگی'' اور ''خود باختگی'' کا نمونہ ہے، اور اسی چیز نے اُن کی صحبت میں کیمیا اور اکسیر کی خاصیت پیدا کر دی تھی۔ اُنھیں کے سلسلہ کے ایک سوختہ دل شیخ سے (جو نویں صدی میں نظامی سلسلہ کے مقتدیٰ تھے) یہ دو شعر منقول ہیں، جو اس صورت حال اور جذبہ کی صحیح ترجمانی کرتے ہیں۔

مارا نہ مرید ورد خواں می باید
نے زاہد نے حافظِ قرآں می باید
صاحب دردے سوختہ جاں می باید
آتش زدہ بہ خانماں می باید

اپنے ہی بارے میں نہیں، اپنے خلفاء اور جانشینوں کے بارے میں بھی (جن سے تہذیب اخلاق اور تزکیۂ نفس کا کام لینا تھا) اس کا لحاظ فرماتے تھے کہ وہ اخلاص کے اُس مقام پر پہنچ گئے ہیں کہ حب جاہ کا ان کے دل سے خاتمہ ہو چکا ہے۔ مولانا فصیح الدین نے سوال کیا کہ: مشائخ کی خلافت کا اہل کون ہوتا ہے؟ فرمایا:

''کسے را کہ در خاطر او توقع خلافت نباشد۔''

(وہ شخص جو خلافت کا متوقع اور منتظر بھی نہ ہو۔)

© https://www.khwajahasannizami.life

صاحب سیر الاولیاء کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ آپ کو اپنے ایک ممتاز خادم کے متعلق جن کو اجازت دی جا چکی تھی، معلوم ہوا کہ وہ کئی کمبل تہہ کر کے بچھا کر اُس پر مشائخ کی طرح بیٹھتے ہیں اور امراء وعوام وخواص اُن کی خدمت میں معتقدانہ حاضر ہوتے ہیں۔ آپ اس سے اتنے آزردہ ہوئے کہ جب وہ آئے تو آپ نے اُن سے منہ پھیر لیا اور اُن کو اجازت سے محروم کر دیا۔ عرصہ تک اُن سے ایسی ہی بے رُخی رہی، جب تک کہ اُن کا عُذر ظاہر نہیں ہوا اور انھوں نے معافی نہیں مانگی، اُن پر نظرِ عنایت مبذول نہیں ہوئی۔

دشمن نوازی: اخلاص وفنائیت اور بے نفسی کے اس مقام پر پہنچ کر سالک کے دل سے رنج وشکایت، انتقام کا جذبہ اور ایذا کی صلاحیت ہی ختم ہو جاتی ہے، وہ نہ صرف آشنا پرور، دوست نواز ہوتا ہے، بلکہ دشمن کا احسان مند اور دشمن کے حق میں دُعا گو بن جاتا ہے، گویا دشمنی کوئی احسان ہے، کوئی نادر تحفہ اور زخم دل کا مرہم ہے، جس پر بے اختیار دل سے دُعا نکلتی ہے، اور منہ سے پھول جھڑتے ہیں — امیر علاء سجزی راوی ہیں کہ حضرت نے ایک مرتبہ یہ مصرع پڑھا۔ ع

"ہر کہ مارا رنج دادہ راحتش بسیار باد"

(جو ہم کو رنج دے خدا اُس کو بہت راحت پہنچائے)

اُس کے بعد یہ شعر ارشاد ہوا ——

ہر کہ او خارے نہد در راہ ما از دشمنی
ہر گلِ کز باغ عمرش بشگفد بے خار باد

سیر العارفین میں ہے کہ خواجہ نصیر الدین چراغ دہلیؒ فرماتے تھے کہ حصار اندرپت میں (جو موضوع غیاث پور کے قریب ہے) جھجو نامی ایک شخص تھا جس کو بے وجہ حضرتؒ سے دشمنی تھی، بُرا بھلا بھی کہتا رہتا تھا اور آپ کو تکلیف وایذا پہنچانے کی فکر میں رہتا تھا۔ اُس کا انتقال ہو گیا۔ حضرت شیخ نے اُس کے جنازے میں شرکت کی، دفن کے بعد اُس کے بالیں پر دو رکعت نماز پڑھی اور دُعا فرمائی کہ: خدایا! اس شخص نے جو کچھ کہا ہو یا بُرا سوچا ہو، میں نے اُس کو بخش دیا، تو میری وجہ سے اس کو سزا نہ دینا۔

ایک مرتبہ حاضرین میں سے ایک صاحب نے ذکر کیا کہ بعض آدمی جناب والا کو منبر پر اور دوسرے موقعوں پر بُرا بھلا کہتے ہیں، ہم سے سُنا نہیں جاتا۔ حضرت خواجہؒ نے فرمایا کہ میں نے سب کو معاف کیا، تم بھی معاف کرو، اور ایسے آدمی سے جھگڑا نہ کرو۔ اس کے بعد آپ نے فرمایا کہ اگر دو آدمیوں کے درمیان رنجش ہو تو اس رنجش کو دور کرنے کا طریقہ یہ ہے کہ آدمی اپنے باطن کو عداوت سے خالی کر لے، دوسرے کی طرف سے بھی آزار کم ہو جائے گا۔ فرمایا کہ: آخر لوگ بُرا بھلا کہنے سے کیوں رنجیدہ ہوتے ہیں۔ مشہور یہ ہے کہ "مالِ صوفی سبیل است وخون او مباح" (صوفی کا مال وقف ہے اور اس کا خون روا) جب معاملہ یہ ہے تو کسی بُرا بھلا کہنے والے سے کیوں جھگڑا کیا جائے؟۔

ایک دن فرمایا کہ دنیا کا عام اصول تو یہ ہے کہ نیکوں کے ساتھ نیکی اور بدوں کے ساتھ بدی کی جائے، لیکن مردانِ خدا کا اصول یہ ہے کہ بدی کا بدلہ بھی نیکی سے دیا جائے۔ فرمایا:

"یکے خار نہد وتو ہم خار تہی ایں خار خار باشد
..... میانِ مردمان ہم چنین است بانغزاں نغزی و باکوزان کوزی امّا میان درویشان ہمچنین است کہ بانغزاں نغزی باکوزاں ہم نغزی۔"

اگر کوئی کانٹا رکھے اور تم بھی کانٹا رکھ دو، تو کانٹے ہی کانٹے جمع ہو جائیں گے۔ لوگوں کے درمیان عام اصول یہی ہے کہ سیدھوں کے ساتھ سیدھا اور ٹیڑھوں کے ساتھ ٹیڑھا، لیکن درویشوں کا اصول یہ ہے کہ سیدھوں کے ساتھ سیدھا اور ٹیڑھوں کے ساتھ بھی سیدھا۔

حضرت خواجہؒ کا اِس بارے میں معیار اتنا بلند تھا کہ بُرا کہنا تو بڑی

چیز ہے، وہ بُرا چاہنے کو بھی روا نہیں رکھتے تھے۔ ایک مرتبہ فرمایا:

''بد گفتن اندک است امابد خواستن ازاں بدتر است''

بُرا کہنا بھی بُرا ہے، لیکن بُرا چاہنا اُس سے کہیں بُرا ہے۔

جب یہ معاملہ آپ کا سب کے ساتھ تھا، تو اپنے شیخ اور ولی نعمت کے عزیزوں اور تعلق والوں کے ساتھ کیوں نہ ہوتا، جن کے احسان سے آپ کا رُواں رُواں تر تھا۔

سیر العارفین میں ہے کہ حضرت شیخ نجیب الدین متوکل کے نواسے خواجہ عطاء اللہ ایک لاأبالی و بیباک آدمی تھے، ایک دن قلم دوات اور کاغذ لے کر آئے اور کہا کہ میرے لیے فلاں سردار کو ایک سفارشی خط لکھ دیجیے تاکہ مجھے وہ کوئی اچھی رقم دے دے۔ شیخ نے فرمایا کہ: نہ میری اُس سردار سے کبھی ملاقات ہوئی ہے، نہ وہ یہاں کبھی آیا ہے، جس شخص سے بالکل جان پہچان نہ ہو، اُس کو رقعہ کس طرح لکھا جائے؟ صاحبزادے کو غصہ آگیا اور اُنھوں نے سخت سُست کہنا شروع کیا کہ ہمارے ہی نانا کے مرید ہو اور ہمارے ہی خاندان کا صدقہ پایا ہے، اب ایسے احسان فراموش ہوگئے ہو کہ میرے لیے ایک رقعہ تم سے نہیں لکھا جاتا، یہ تم نے کیا پیری مریدی کا جال بچھایا ہے اور خلق خدا کو دھوکا دے رہے ہو؟ یہ کہہ کر دوات زمین پر پٹک دی اور اُٹھ کر چلے۔ حضرتؒ نے دامن پکڑ لیا اور فرمایا کہ ناراض ہو کر کیوں جارہے ہو، خوش ہو کر جاؤ، اس کے بعد ایک رقم سامنے رکھی اور رضامند کر کے رخصت کیا۔

پردہ پوشی ونکتہ نوازی: سیر الاولیاء میں ہے کہ اکثر معمول تھا کہ جو لوگ باہر سے آتے وہ کوئی شیرینی یا تحفہ خرید کر اپنے ساتھ لاتے اور پیش کرتے۔ ایک مرتبہ کچھ لوگ اسی ارادہ سے آرہے تھے، ایک مولوی صاحب بھی ساتھ تھے، انھوں نے سوچا کہ لوگ مختلف تحائف پیش کریں گے اور وہ اکٹھا حضرتؒ کے سامنے رکھیں گے، خادم سب کو اُٹھا کر لے جائے گا، کیا پتہ چلے گا کہ کون کیا لایا؟ انھوں نے تھوڑی سی مٹی راستہ سے اُٹھا کر کاغذ میں باندھ لی، جب سلطان المشائخ کی خدمت میں حاضر ہوئے ہر ایک نے اپنی چیز سامنے رکھی، مولوی صاحب نے بھی اپنی پڑیا سامنے رکھ دی، خادم وہ سب چیز اُٹھا کر لے جانے لگا، پڑیا کو بھی اُٹھانا چاہا۔ حضرتؒ نے فرمایا: ''اس کو یہیں چھوڑ دو، یہ میری آنکھ کا سرمہ ہے۔'' یہ اخلاق و عالی ظرفی دیکھ کر اُن عالم صاحب نے توبہ کی اور مرید ہوئے۔

شفقت وتعلق: اللہ تعالیٰ نے حضرت خواجہؒ کو عام انسانوں اور خصوصیت کے ساتھ مسلمانوں اور اپنے اہلِ تعلق کے ساتھ ایسی شفقت ومحبت عطا فرمائی تھی، جس کو اگر ماں کی شفقت سے تشبیہ یا اُس پر بھی ترجیح دی جائے تو واقعات کے لحاظ سے اس میں کوئی مبالغہ اور شاعری نہ ہوگی۔ شیوخ کاملین کی یہ شفقت دراصل نبیؐ کی اُس شفقت کی وراثت اور نیابت ہے، جس کی حقیقت اس آیت میں بیان کی گئی ہے:

''لقد جاء کم رسول من انفسکم عزیز علیه ما عنتم حریص علیکم بالمؤمنین رؤف رحیم'' (التوبہ، ع۱۶)

(اے لوگو! تمھارے پاس ایسا پیغمبر آیا جو تمھاری جنس سے ہے، جس کو تمھاری تکلیف ومضرت کی بات گراں گذرتی ہے، جو تمھاری منفعت کا بڑا خواہش مند رہتا ہے، ایمانداروں کے ساتھ بڑا ہی شفیق ومہربان ہے۔)

اور اس حکم کی تعمیل ہے جس کا خطاب رسولؐ سے ہے:

''واخفض جناحک لمن اتبعک من المؤمنین'' (شعراء، ع۱۱)

(اُن لوگوں کے ساتھ فروتنی کے ساتھ پیش آؤ جو مسلمانوں میں داخل ہو کر تمھاری راہ پر چلیں۔)

اس شفقت اور تعلق نے وہ ''اتحاد'' پیدا کر دیا تھا کہ دوسروں کی جسمانی اذیت سے اپنے کو جسمانی طور پر اذیت اور دوسروں کی

© http://www.khwajahasannizami.in

قلبی راحت سے اپنے کو قلبی راحت ملتی تھی۔ امیر حسن علاء سجزی راوی ہیں کہ ایک مرتبہ مجلس ہو رہی تھی، سایہ میں جگہ نہ ہونے کی وجہ سے بعض لوگ دھوپ میں بیٹھے تھے، آپ نے سایہ میں بیٹھنے والوں سے فرمایا: ''بھائی ذرا مل کر بیٹھو تا کہ ان بھائیوں کے لیے بھی جگہ ہو جائے، دھوپ میں یہ بیٹھے ہیں اور میں جلا جا رہا ہوں۔''

ایک مرتبہ آپ نے کسی بزرگ کا مقولہ نقل کیا جو درحقیقت اپنے ہی حال کی ترجمانی تھی کہ ''خدا کی مخلوق میرے سامنے کھانا کھاتی ہے اور میں اُس کھانے کو اپنے حلق میں پاتا ہوں، جیسے وہ کھانا میں ہی کھا رہا ہوں۔''

امیر حسن علاء سجزی فرماتے ہیں کہ میں ایک مرتبہ بے وقت حاضر ہوا اور عرض کیا کہ میں اس طرف عزیزوں سے ملنے آیا ہوا تھا، حاضری کو جی چاہا۔ بعض دوستوں نے کہا کہ اگر کوئی شخص کسی اور کام سے آیا ہو اور شروع سے حاضری کی نیت نہ کی ہو تو شیخ کی خدمت میں نہیں حاضر ہونا چاہیے۔ میں نے دل میں کہا کہ اگرچہ قاعدہ یہی ہے، لیکن دل نہیں مانتا کہ یہاں آ کر حضرتؒ کی زیارت کیے بغیر واپس چلا جاؤں، میں آج قاعدہ کے خلاف ہی کروں گا۔ حضرتؒ نے فرمایا ''اچھا کیا'' پھر یہ شعر پڑھا۔

در کوئے خرابات و سرائے اوباش
منعے نبود بیا و بنشیں و بہ باش

پھر فرمایا کہ: ''مشائخ کا معمول یہی ہے کہ کوئی ان کے پاس اشراق سے پہلے اور عصر کی نماز کے بعد نہیں جاتا، لیکن میرے یہاں یہ قاعدہ نہیں جس وقت جس کا جی چاہے آئے''

غمخواریٔ عام: یہ اہلِ قلوب غمِ دنیا سے فارغ البال، لیکن دنیا والوں کے غم اور خلقِ خدا کی فکروں سے نڈھال اور خستہ حال رہتے ہیں، وہ اپنا غم بھلا دیتے ہیں اور ساری دنیا کا غم اپنا غم بنا لیتے ہیں، یہ کہنے کا حق درحقیقت انھیں کو ہے، کہ ع

سارے جہاں کا درد ہمارے جگر میں ہے

خواجہ نصیر الدین چراغ دہلیؒ کے نواسے خواجہ شرف الدین سے کسی مجلس میں کسی صوفی نے کہا کہ خواجہ نظام الدینؒ عجب فارغ البال بزرگ ہیں، مجرد ہیں، اہل وعیال واطفال کا کوئی تردد اُن کو نہیں ہے، اُن کو ایسا فراغ خاطر حاصل ہے کہ ایک ذرہ غم بھی اُن کو چھو نہیں گیا ہے۔ وہ عزیز اُس مجلس سے اُٹھے تو حضرت خواجہؒ کی خدمت میں حاضر ہوئے، چاہتے تھے کہ خود اس کا ذکر کریں، حضرت خواجہؒ نے خود ارشاد فرمایا:

''میاں شرف الدین وہ رنج وغم جو میرے دل کو وقتاً فوقتاً ہوتا رہتا ہے، شاید ہی کسی دوسرے شخص کو اُس سے زیادہ ہوتا ہو، جو شخص میرے پاس آتا ہے، اپنا حال مجھ سے بیان کرتا ہے، اُس سے دو چند فکر و تردد اور غم والم مجھے ہوتا ہے، بڑا سنگدل ہے وہ، جس پر اپنے دینی بھائی کا غم اثر نہ کرے، اس کے علاوہ یہ جو کہا گیا ہے: ''المخلصون علی خطر عظیم'' (مخلصین کو بڑا خطرہ درپیش رہتا ہے) اس سے بھی سمجھ سکتے ہو کہ ع

نزدیکاں را بیش بود حیرانی

حضرت خواجہؒ کے نزدیک مسلمان کا دل خوش کرنا اور اس کی دلجوئی وراحت رسانی افضل ترین عمل اور تقرب الی اللہ کا بہترین ذریعہ تھا۔ سیر الاولیاء میں ہے کہ فرمایا:

''مجھے خواب میں ایک کتاب دی گئی۔ اُس میں لکھا تھا کہ جہاں تک ہو سکے، دلوں کو راحت پہنچاؤ کہ مومن کا دل اسرارِ ربوبیت کا مقام ہے۔''

کسی بزرگ نے خوب کہا ہے:

می کوش کہ راحت بجانے برسد
یا دست شکستہ بنانے برسد

(کوشش کرو کہ کسی انسانی جان کو تم سے آرام پہنچے، یا جو دست شکستہ

ہے اُس کو تمھارے ذریعہ سے روٹی ملے)۔ ایک مرتبہ فرمایا کہ:

''قیامت کے بازار میں کسی سودے کی اتنی قیمت اور چلن نہ ہوگا، جتنا دل کا خیال رکھنے اور دل خوش کرنے کا۔''

چھوٹوں پر شفقت: حضرت خواجہؒ اپنے قیمتی مشاغل اور اعلیٰ کیفیات باطنی کے ساتھ بچوں اور چھوٹوں پر بڑے شفیق تھے، اور وہ اپنی شدید مصروفیت کے باوجود اُن کی دلجوئی و ملاطفت کے لیے وقت نکال لیتے تھے، ان عظیم ذمہ داریوں اور باطنی مشغولیت کے باوجود بچوں کی پوری رعایت فرماتے اور چھوٹی چھوٹی باتوں کا دھیان رکھتے۔

خواجہ رفیع الدین ہارون آپ کے حقیقی بھانجے کے صاحبزادے تھے، اگر کبھی کھانے کے وقت وہ موجود نہ ہوتے، تو اگر چہ بڑے بڑے بزرگ دستر خوان پر بیٹھے ہوتے، لیکن آپ اُن صاحبزادے کا انتظار کرتے، آپ اپنے بچے کی طرح خلوت و جلوت میں اُن کی تربیت و دلداری فرماتے۔

خواجہ رفیع الدین کو تیر و کمان اور پیراکی و کشتی کا بڑا شوق تھا، حضرت سلطان المشائخ بڑی شفقت کے ساتھ اُن سے انھیں فنوں کی باتیں کرتے تھے، ان کی ہمت افزائی اور تشویق فرماتے، ان فنوں کی باریکیوں اور نکتوں کی تعلیم دیتے تا کہ یہ خوش ہوں۔

جو شریف النسب اور ذی استعداد نوجوان اپنے زمانہ کے شوقین لوگوں کے جیسا لباس پہنتے اور ان میں نوجوانی کے تقاضے سے لباس میں تجمل پیدا ہوتا (جس کو بعض سخت گیر ثقاہت و متانت کے خلاف سمجھ کر اعراض کرتے ہیں) حضرت خواجہؒ اُن کی بھی دلجوئی فرماتے، اور اس کو جوانی اور زمانہ کا تقاضا سمجھ کر نظر انداز فرماتے، اور اپنے اخلاق و محبت سے اُن کی اصلاح اور تربیت کی کوشش فرماتے۔

سیر الاولیاء کے مصنف امیر خورد لکھتے ہیں کہ میرے چچا سید حسین کرمانی کی نوجوانی کا زمانہ تھا۔ وہ اُس زمانہ کے شوقین نوجوانوں کے لباس اور وضع میں ایک روز تشریف لائے۔ حضرت خواجہؒ نے اُن کو دیکھ کر فرمایا:

سید بیا و بنشیں و سعادت ببر

(سید آؤ، بیٹھو اور سعادت میں حصہ لو)

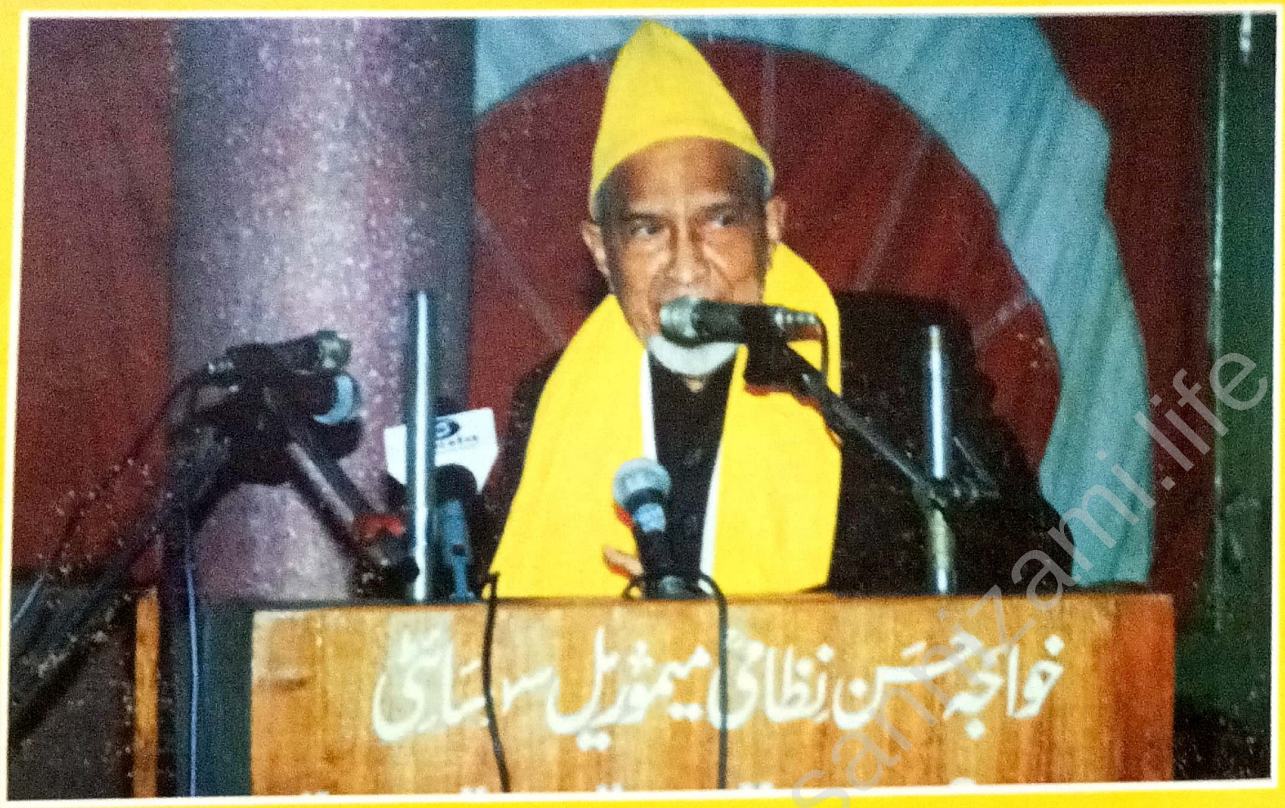
اللہ ہی بہتر جانتا ہے کہ اس شفقت و ملاطفت اور اس دلجوئی و دلنوازی سے کتنے نوجوانوں کی اصلاح و تربیت ہوئی ہوگی، اور کتنے ''آہوئے وحشی'' اسیرِ دامِ محبت ہوئے ہوں گے اور ان کا شمار خدا کے مقبول بندوں اور شیوخِ کاملین میں ہوا ہوگا۔

حضرت خواجہؒ کے ان اخلاق و صفات اور صوفیۂ صافیہ کی سیرت کو دیکھ کر امام غزالیؒ کی اس رائے اور شہادت کی تصدیق ہوتی ہے، جس کا انھوں نے ''تلاشِ حق'' کے طویل سفر اور مختلف گروہوں اور انسانی طبقات کے عمیق مطالعہ کے بعد اظہار کیا ہے:

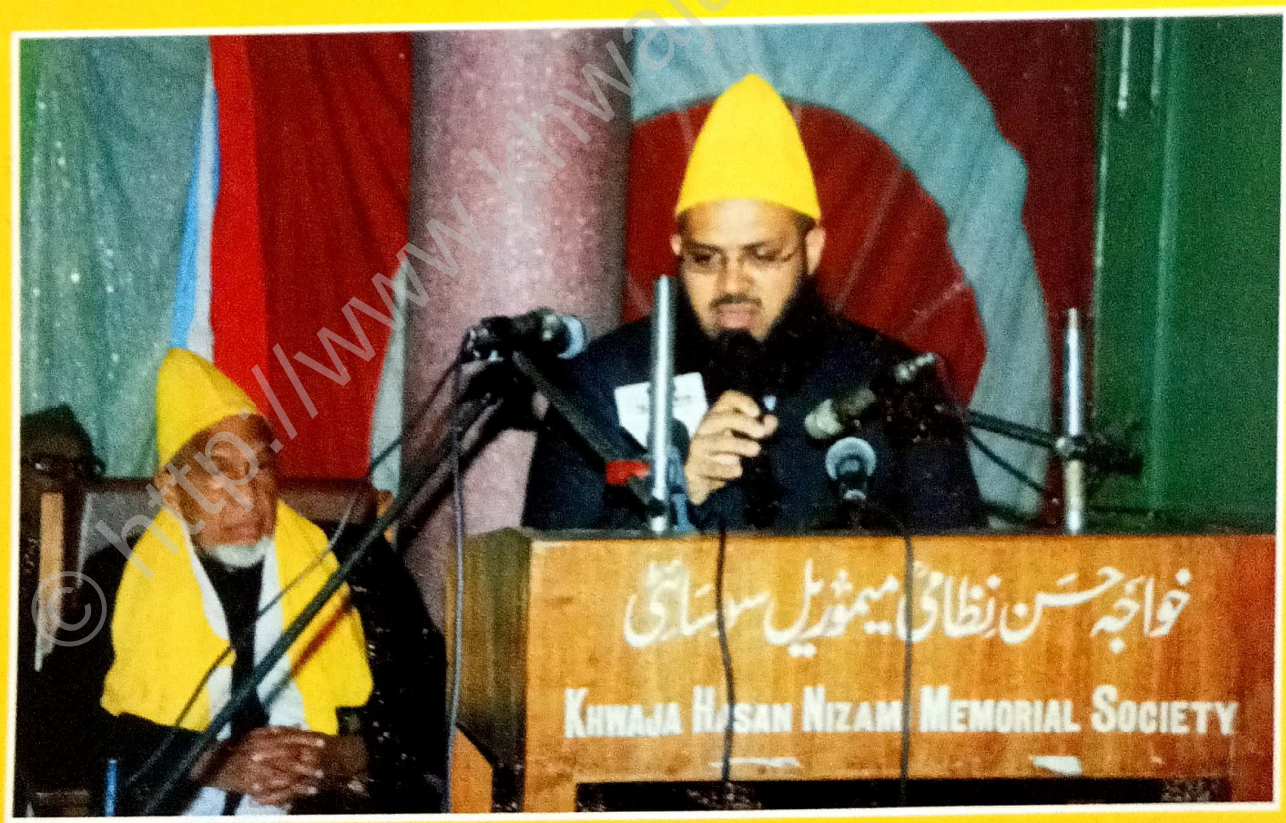
''مجھے یقینی طور پر معلوم ہوگیا کہ صوفیہ ہی اللہ کے راستہ کے سالک ہیں، ان کی سیرت بہترین سیرت، اُن کا طریق سب سے زیادہ مستقیم اور اُن کے اخلاق سب سے زیادہ تربیت یافتہ اور صحیح ہیں، اگر عقلاء کی عقل، حکماء کی حکمت اور شریعت کے رمز شناسوں کا علم مل کر بھی اُن کی سیرت و اخلاق سے بہتر لانا چاہے تو ممکن نہیں، ان کے تمام ظاہری و باطنی حرکات و سکنات مشکوٰۃ نبوت سے ماخوذ ہیں، اور نورِ نبوت سے بڑھ کر روئے زمین پر کوئی نور نہیں، جس سے روشنی حاصل کی جائے۔''

محبت و ذوق: حضرت خواجہ کی سیرت اور زندگی کا مرکزی نقطہ جو اُن کے تمام اخلاق و احوال و اعمال کا محور ہے، وہ عشقِ الٰہی کی نعمتِ خداداد ہے، جو ان میں ابتدائے حال سے نمایاں تھی۔ محبت کی یہ چنگاری جو ازل سے اُن کی فطرت میں ودیعت تھی، شیخ کبیر کی صحبت اور طریقۂ چشتیہ کی نسبت سے شعلۂ جاں سوز بن گئی اور

© http://www.khwajahasanizamiurdu.com



خواجہ سید حسن ثانی نظامی

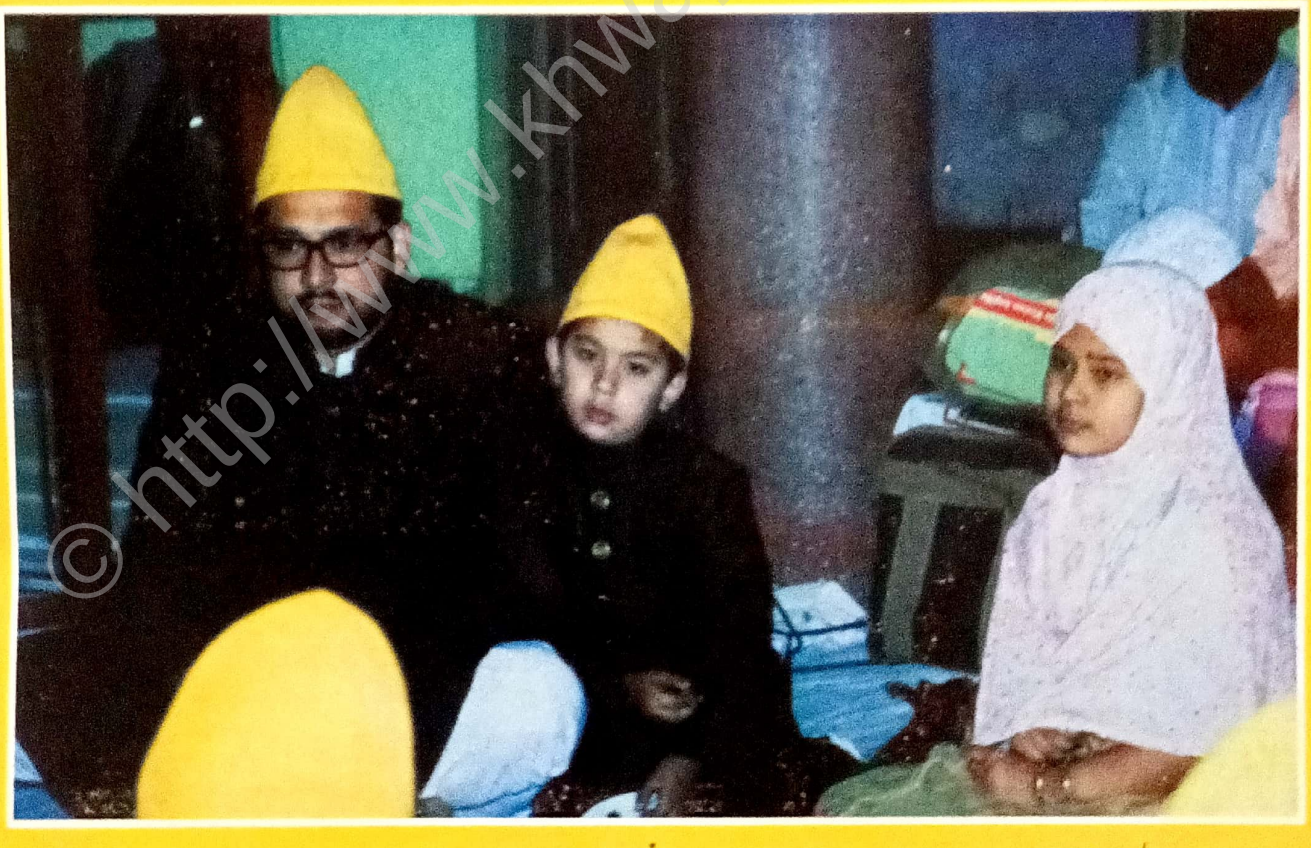


حضرت حافظ قاری فیاض موسم نظامی صدر محترم جماعت نظامی افریقہ ، خواجہ حسن ثانی نظامی

© http://www.khwajahasanizami.life

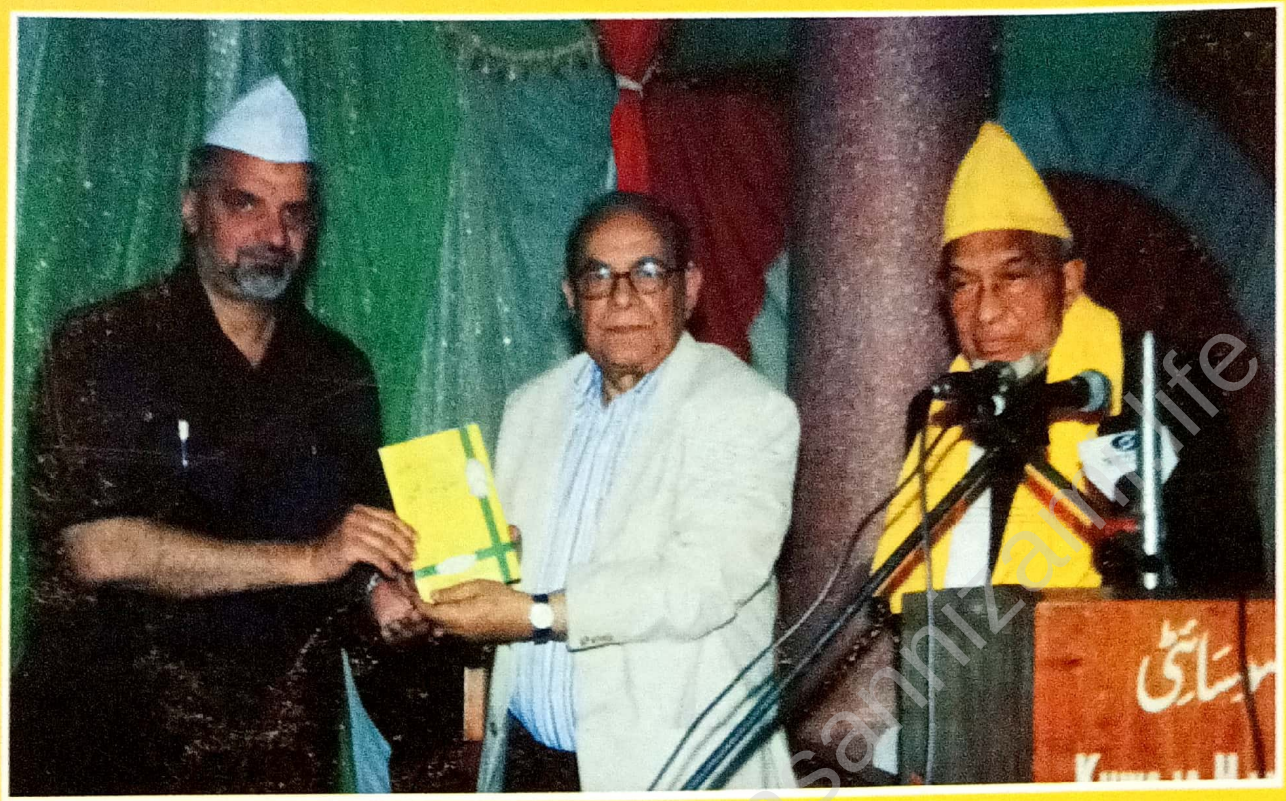


خواجہ حسن ثانی نظامی، حضرت خواجہ سید محمد نظامی



سیدہ فاطمہ بانو نظامی (صاحبزادی خواجہ سید محمد نظامی)، سید ثانی نظامی (فرزند خواجہ سید محمد نظامی)، حضرت خواجہ سید محمد نظامی

© http://www.khwajahasannizami.life



خواجہ حسن ثانی نظامی اور ڈاکٹر سید شاہد مہدی، حضرت سید فاروق صاحب (دہرہ دون کے مشہور بزرگ اور مالک ہمالیہ ڈرگ کمپنی)



حافظ فیاض موسم نظامی جماعت چشتیہ نظامیہ، افریقہ

© http://www.khwajasahnizamilife





قدیم خانقاہ حضرت خواجہ نظام الدین اولیاء میں عرس شریف کی پہلی مجلس میں حاضری دینے والے اکابر درگاہ شریف کی تصویر کے ساتھ

© http://www.khwajahasannizamilife



(دائیں طرف سے) دہلی کے مشہور ماہر موسیقی، خواجہ حسن ثانی نظامی، بی بی سی لندن کے مشہور نامہ نگار آئزیبل مارک تلی اور دوسرے ماہران موسیقی



حضرت محبوب الہیؒ کے عرس میں تشریف لانے والے چند ڈیلی گیٹ اور دہلی کے مشہور موسیقار اقبال نظامی، درگاہ شریف میں تشریف لانے والے مشہور مہمانوں کو قائداعظم محمد علی جناح، وزیراعظم لیاقت علی خاں صاحب، بنگلہ دیش کے شیر بنگال فضل الحق نظامی صاحب اور دوسرے اکابرکی قدیم تصویر دیکھتے ہوئے۔

© http://www.khwajahasannizamiinstitute



عالی جناب ڈاکٹر سید شاہد مہدی مدظلہ العالی صدر محترم خواجہ حسن نظامی میموریل سوسائٹی اور آنریبل جسٹس قریشی، جج ہائی کورٹ



عالی جناب ڈاکٹر سید شاہد مہدی جناب خالد نظامی صدر جماعت نظامیہ ادھونی کی گل پوشی کرتے ہوئے۔

© https://www.khwajahasannizami.life



ڈاکٹر سید شاہد مہدی، عالی جناب حکیم اقبال صاحب



ڈاکٹر سید شاہد مہدی، حضرت پیر پاشا نظامی (خانقاہ نظامی بلہاری کرناٹک)

© www.khwajahasannizami.life



ڈاکٹر سید شاہد مہدی، عالی جناب خواجہ ایم شاہد صاحب



ڈاکٹر شاہد مہدی، عالی جناب حافظ ارشد خاں نظامی ڈربن، جنوبی افریقہ

© www.khwajasahib.net

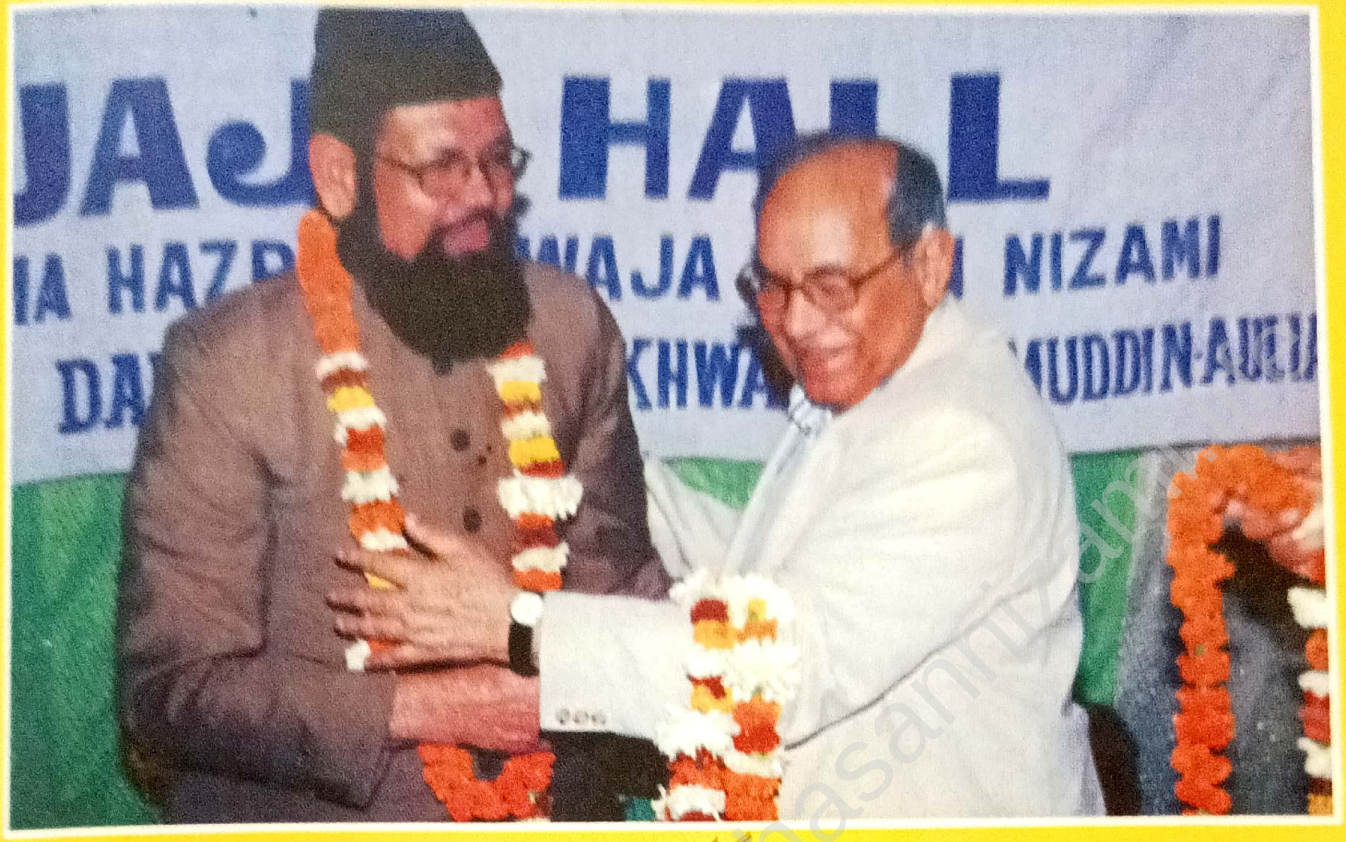


ڈاکٹر سید شاہد مہدی، جناب عبدالرحمان نظامی بلہاری کرناٹک



ڈاکٹر سید شاہد مہدی

© www.khwajahasannizami.life



ڈاکٹر سید شاہد مہدی مدظلہ العالی حضرت بابا فرید گنج شکر کے پوتے عمر فرید میاں صاحب، موجودہ ممبر دہلی وقف بورڈ
اور صدر درگاہ خواجہ قطب الدین ؒ کمیٹی



بہائی جماعت کے مشہور نمائندے صدر لوٹس ٹمپل دہلی جن کا ۱۹۱۱ء میں جماعت کے بانی صدر نے حضرت خواجہ حسن نظامی کا مصر میں تاریخی استقبال کیا تھا
اور نذر اور جانماز پیش کی تھی اور جن کے والد حضرت جناب جاوید جو ساری زندگی درگاہ حضرت نظام الدین اولیاءؒ میں حاضری دیتے رہے۔



عزت مآب حضرت ڈاکٹر شاہد مہدی، حضرت پروفیسر ظہیر حسین جعفری (دہلی یونیورسٹی) اور سجادہ نشین خانقاہ ردولی شریف، یوپی



عزت مآب حضرت ڈاکٹر شاہد مہدی، حضرت پیر و مرشد عمر فاروقی فریدی (ممبر دہلی وقف بورڈ)

© http://www.khwajamoinuddinchishtisamiti.com



ڈاکٹر سید شاہد مہدی، ڈاکٹر افضل منگلوری

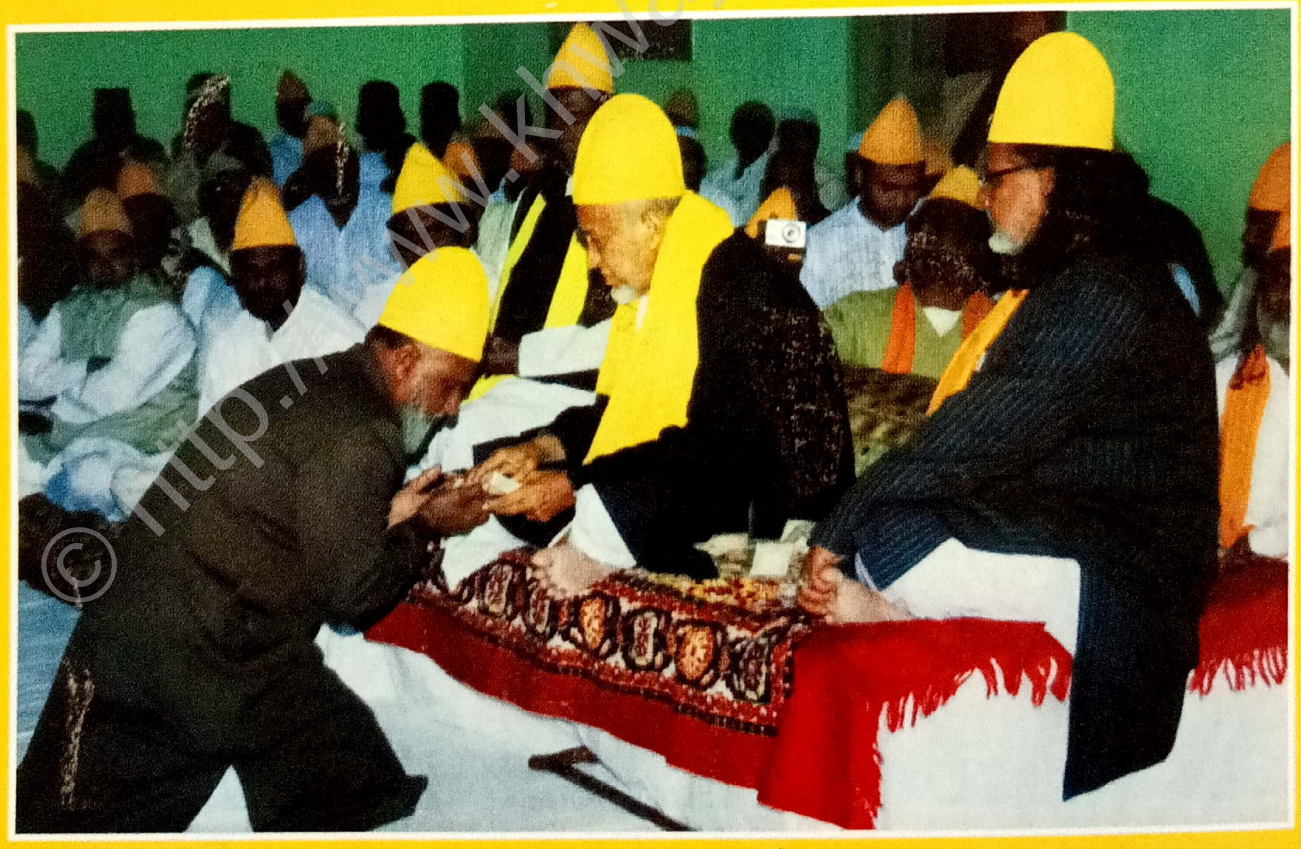


ڈاکٹر سید شاہد مہدی، عالی جناب پروفیسر اختر الواسع

© http://www.khwajahasanniz



صاحبزادہ جنید نظامی، خواجہ حسن ثانی نظامی، حضرت خواجہ سید محمد نظامی

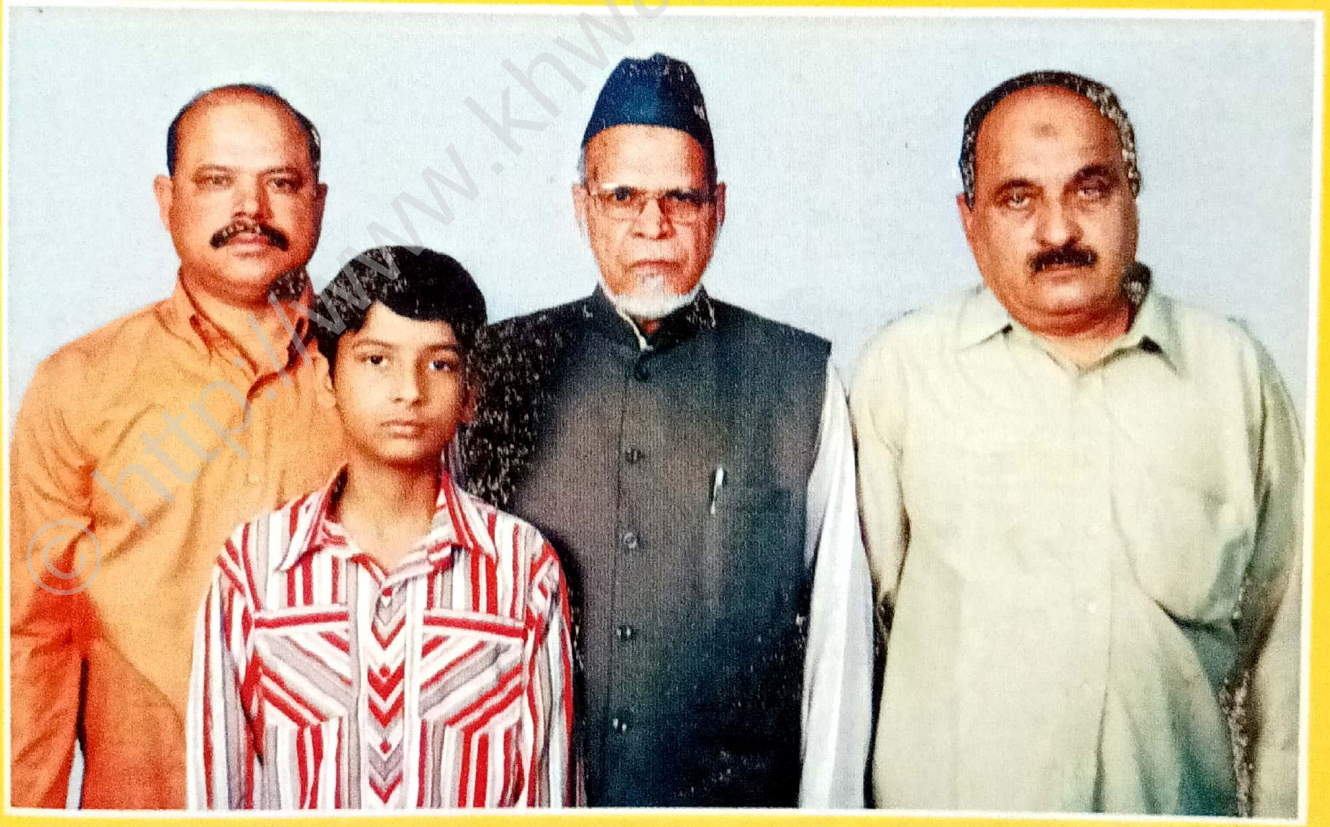


حضرت سید پیر پاشا نظامی سجادہ نشین خانقاہ چشتیہ نظامیہ، کرناٹک، حضرت مجیب نظامی ناندیڑ

© http://www.khwajahasan.com



خانقاہ شریف حضرت خواجہ نظام الدین اولیاءؒ میں عرس کی پہلی مجلس

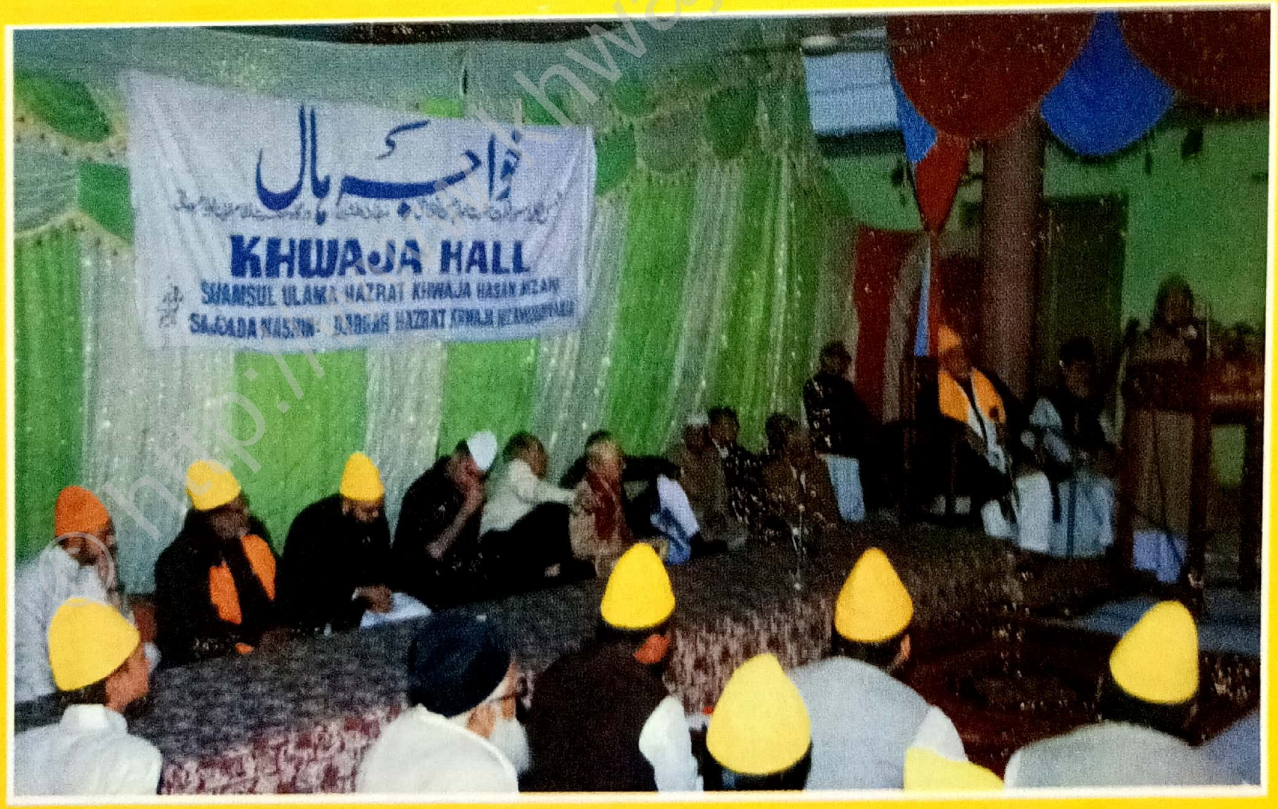


منادی کی طباعت کرنے والے جناب نعمان فاروقی، منادی کے تحریری معاون قدیم جناب ریحان عباسی صاحب، ہارون عباسی اور امان عباسی

© http://www.khwajahasanisufi.com

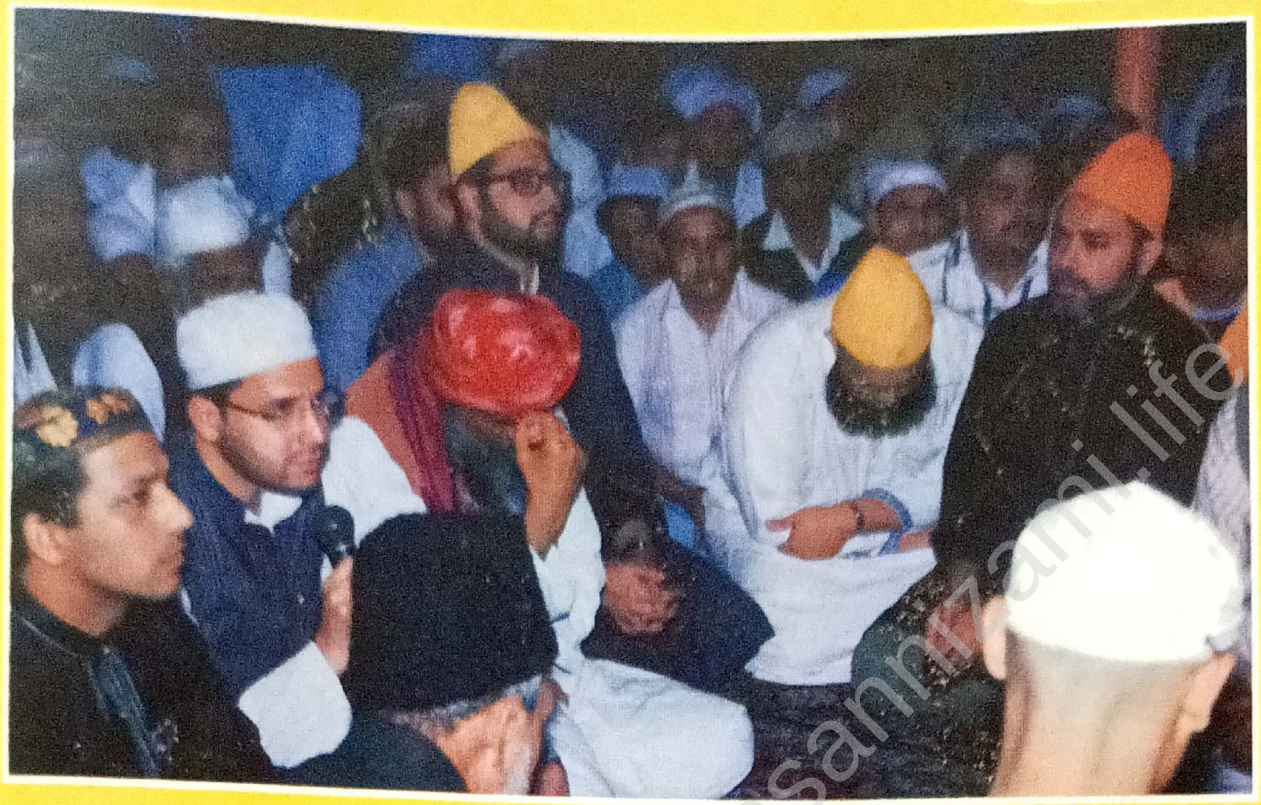


حجرۂ قدیم شمس العلماء حضرت خواجہ حسن نظامیؒ میں حضرت محبوب الٰہیؒ کے عرس شریف کی پہلی نیاز



خواجہ ہال میں ردولی شریف کے بزرگ اور علی گڑھ مسلم یونیورسٹی کے عربی پروفیسر

© http://khwajahasannizami.info



درگاہ شریف حضرت محبوب الٰہی میں حضرت امام صاحب درگاہ شریف پہلی نیاز شروع کرتے ہوئے۔

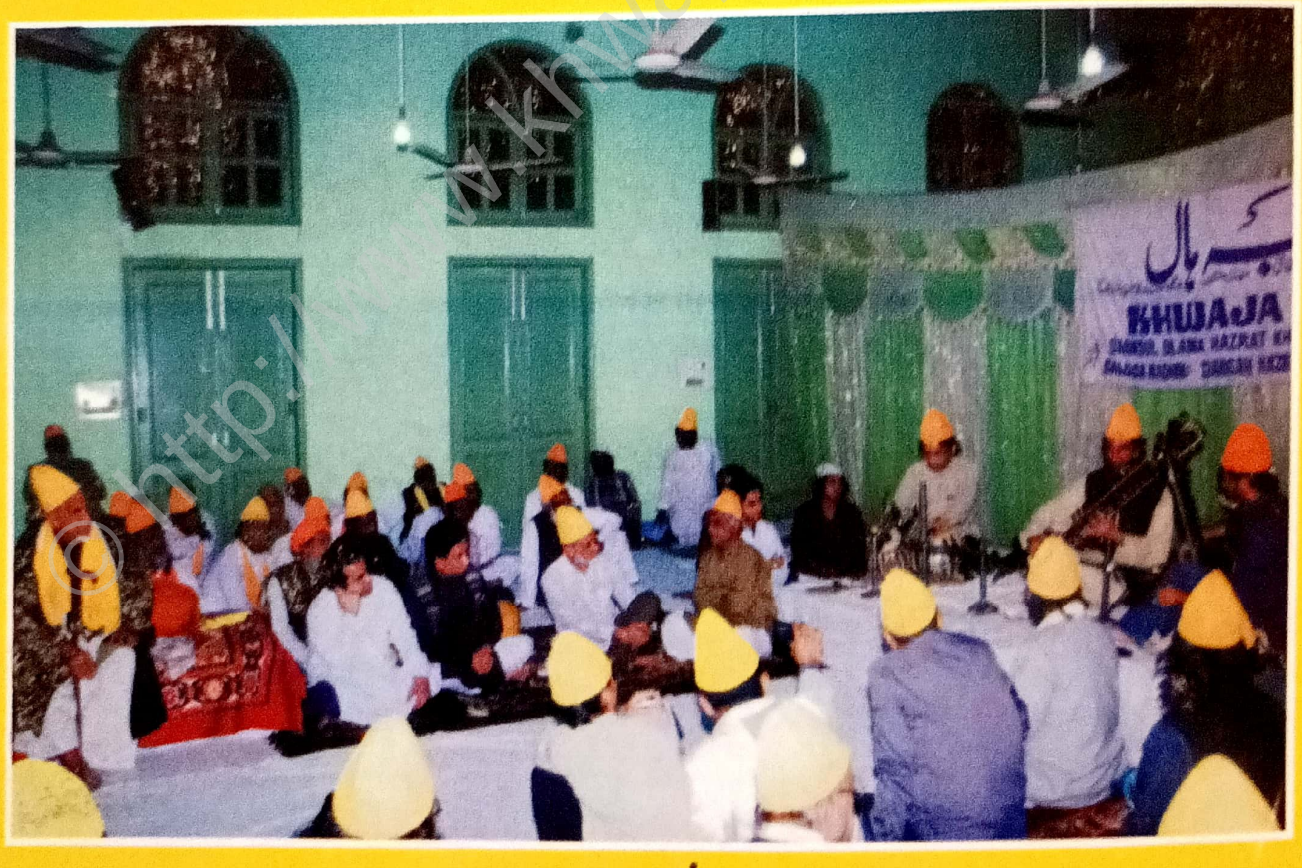


قُل شریف درگاہ حضرت خواجہ نظام الدین اولیاءؒ

© http://www.khwajagharibnizami.life



محفل موسیقی



محفل موسیقی

© http://www.khwajahasannizami.life



خانقاہ شریف



خانقاہ شریف اور خواجہ ہال میں پہلی مجلس

© http://www.khwajanasarikotha.com





قل مبارک درگاہ حضرت محبوب الٰہیؒ

© http://www.khwajahasannizamidli.com



لنگر شریف



لنگر شریف نوش فرماتے ہوئے جناب ڈاکٹر عقیل احمد صاحب سکریٹری غالب اکیڈمی اور محترم پروفیسر قاسمی

© http://www.yahsiahanjuman.com

اُس نے مدت العمر اُن کو، اور نصف صدی سے زائد دہلی اور اس کے ماحول کو گرم اور منور رکھا اور اس کی وجہ سے صدیوں تک ہندوستان کی فضا عشقِ الٰہی کی حرارت سے گرم اور گداز رہی، اُن کے تمام حالات و اشغال گفتگو اور مجالس، اشعار اور اُن کے انتخاب، واقعات اور اُن کی تمثیل، غرض ہر چیز سے اسی سوزِ باطن اور اسی حرارتِ عشق کا اظہار ہوتا ہے۔

شعلہا آخر زہر مویم دمید از رگ اندیشہ ام آتش چکید

فوائد الفواد میں ہے کہ ایک روز اولیاء اللہ کے دم واپسیں کے واقعات بیان ہو رہے تھے، حاضرین میں سے ایک نے ایک بزرگ کی حکایت بیان کی کہ ان کا انتقال ہو رہا تھا اور آہستہ آہستہ اللہ کا نام ان کی زبان پر جاری تھا۔ حضرت خواجہؒ آبدیدہ ہو گئے اور یہ رباعی پڑھی۔

آیم بسر کوئے تو پویاں پویاں
رخسارہ بآب دیدہ شویاں شویاں
بیچارہ ز وصل تو جویاں جویاں
جاں می دہم و نام تو گویاں گویاں

(ترجمہ: آپ کی گلی میں چلا آرہا ہوں خراماں خراماں، آنسوؤں سے اپنے رخسار کو دھوتا ہوں، آپ کے وصل کا جویا اور طالب بن کر، جان بھی دے رہا ہوں، آپ کا نام بھی لیے جا رہا ہوں)۔

اس محبت کا نتیجہ یہ تھا کہ دل میں محبوب کے سوا کسی کے خیال کی جگہ نہیں رہی تھی، کسی دوسری طرف توجہ بھی دل پر بار تھی۔

ہر چہ جز معشوق، باقی جملہ سوخت

امیر حسن علاء سجزی راوی ہیں کہ ایک مرتبہ فرمایا کہ اگر کبھی اتفاق سے میں ان کتابوں کا مطالعہ کرنے لگتا ہوں جو میں نے پڑھی ہیں، تو طبیعت میں وحشت پیدا ہونے لگتی ہے اور اپنے دل میں کہتا ہوں کہ کہاں پڑ گیا؟ اس پر حضرت خواجہ ابوسعید ابوالخیر کا واقعہ بیان کیا کہ وہ کمالِ حال پر پہنچ گئے تو وہ کتابیں جو وہ پڑھ چکے تھے، اور اُن کو کونے میں رکھ دیا تھا، اُن کو سامنے رکھ کر ایک روز مطالعہ کرنے لگے، غیبی آواز آئی، اے ابوسعید ہمارا عہد نامہ واپس کر دے کہ اب تو دوسری چیز میں مشغول ہو گیا، خواجہؒ جب اُس مقام پر پہنچے تو رو پڑے اور یہ شعر پڑھا۔

تو سایۂ دشمنے کجا در گنجی
جائے کہ خیال دوست زحمت باشد

(ترجمہ: کسی دشمن کا سایہ بھی کہاں سما سکتا ہے، جہاں دوست کا خیال بھی حجاب بنے)۔

اسی ''سرورِ عشق'' کا نتیجہ یہ تھا کہ شب کی خلوت اور رات کے راز و نیاز کے بعد جب دن میں تشریف لاتے تو بقول امیر خورد معلوم ہوتا کہ شراب چھلک رہی ہے، رات کی بیداری سے آنکھیں سُرخ ہوتیں۔ امیر خسرو نے یہی دیکھ کر کہا ہے:

تو شبانہ می نمائی بہ برے کہ بودی امشب
کہ ہنوز چشم مستت اثرِ خمار دارد

اور اسی حرارتِ عشق اور سُرور و مستی کا نتیجہ تھا کہ پیرانہ سالی میں برابر روزہ رکھتے، تقلیلِ غذا، طویل شب بیداری اور سخت مجاہدات کے باوجود ضعف و ناطاقتی ظاہر نہ ہوتی تھی، اسّی سال سے عمر مبارک متجاوز ہونے کے باوجود چہرے پر وہی سُرخی اور نشاط و انبساط کی وہی کیفیت پائی جاتی تھی جو جوانی میں رہی ہوگی، بلکہ اس میں روز افزوں اضافہ تھا۔

سماع: محبت کی یہی حرارت اور تپش تھی جس کی تسکین کا ایک ذریعہ سماع تھا، یعنی عشقِ الٰہی کے اشعار اور عارفانہ ابیات کا سننا جس سے قلب کو اپنی آنچیں نکالنے اور آنسوؤں کے چھینٹوں سے اُس کی گرمی کو کم کرنے کا موقع ملے اور اسی کے ساتھ مجاہدات سے تھکا ہوا جسم اور طبیعت، اور نفی کی چوٹ کھایا ہوا دماغ غذا اور تازگی حاصل کر سکے۔ مولانا رومؒ جو ایک بڑے صاحبِ سماع تھے، اسی

© http://www.khwajahasanizami.org

لیے فرماتے ہیں۔

پس غذائے عاشقاں آمد سماع
کہ ازو باشد خیالِ اجتماع
قوتے گیرد خیالاتِ ضمیر
بلکہ صورت گردد از بانگِ صفیر
آتشِ عشق از نواہا گرد تیز
آں چنانکہ آتش آں جوز ریز

خود حضرت خواجہؒ نے اپنی زبان سے سماع کی یہی حکمت بیان کی ہے:

سماع حق مریدان و معتقدان و اصحابِ ریاضت است، چوں نفس و تن ہلاک شود، اوراحق ایست

"ان لنفسک علیک حقا"

یعنی

بدرستی کہ برائے نفس برابر تو حق است، چوں زبانے از سماع بیاساید باز اورا برابر کارے بہ برند۔

(سماع مریدین صادقین اور اہلِ عقیدت اور اصحابِ ریاضت کا کام ہے، جب طبیعت اور جسم پوری چوٹ کھا جائے تو اُن کا حق ہے (کہ سماع سے قوت و تازگی حاصل کریں) حدیث میں آتا ہے کہ "ان لنفسک علیک حقا" تمھارے اوپر تمھارے جسم کا حق ہے۔ جب ایک مدت تک نفس سماع کے ذریعہ آرام حاصل کر لیتا ہے تو پھر اُس کو کام میں لگاتے ہیں۔)

ایک بزرگ مولانا کاشانی فرماتے ہیں:

اصحابِ ریاضت و ارباب مجاہدہ از کثرت معاملات گاہ گاہ اتفاق افتد کہ کلالتے و ملالتے در قلوب و نفوس حادث شود و قبض و بسطے کہ موجب فتور اعمال و قصور احوال بود طاری گردد، پس مشائخ متاخراز برائے رفع ایں عارضہ و دفع ایں حادثہ ترکیبے روحانی از سماع اصوات طیبہ و الحان متناسبہ و اشعار و اشعار تہیجہ و مشوقہ بروجے کہ مشروع بود نمودہ اند۔

(اصحاب ریاضت و ارباب مجاہدہ کے قلوب و نفوس احوال و کیفیات کے کثرت سے پیش آنے کی وجہ سے کبھی کبھی اکتا جاتے ہیں اور اُن کو تکان و ضعف محسوس ہونے لگتا ہے اور ان پر وہ قبض و بسط جو اعمال و احوال میں سستی اور کوتاہی کا باعث ہوتا ہے، طاری ہو جاتے ہیں، اس بنا پر مشائخ متاخرین نے اچھی آوازوں، متناسب نغموں اور شوق انگیز اشعار کے سننے کو اس طرح پر کہ حدودِ شرع سے باہر نہ ہوں، ایک علاجِ روحانی کے طور پر تجویز کیا ہے۔)

سماع کی اس حکمت کے علاوہ، اس کی ایک دوسری حکمت ان حضرات کے نزدیک یہ تھی کہ اُس سے حضوری کی ایک کیفیت و درد کی لذت اور ذوق و شوق پیدا ہوتا ہے، اور یہ لمحات بقیہ اوقات کو بھی اپنے دامن میں لے کر پاک اور نورانی بنا دیتے ہیں۔

ارشاد ہوا کہ:

مردم را ہمہ روز حضور کجا میسر شود اگر در روزے وقتے خوش دریافت ہمہ اوقات متفرقۂ آں روز در پناہ آں وقت باشد و اگر در جمعے صاحبِ ذوقے و صاحبِ نعمتے باشد، جملہ اشخاص در پناہ آں شخص باشد۔

(آدمی کو ہر روز حضوری کہاں میسر آتی ہے۔ اگر کسی دن کوئی وقت اچھا ہاتھ آ جائے تو اُس دن کے تمام متفرق اوقات، اُس وقت کی پناہ میں ہوتے ہیں، دیکھو اگر کسی مجمع میں ایک صاحبِ ذوق اور صاحبِ نعمت ہوتا ہے، تمام حاضرین اُس کی پناہ میں ہوتے ہیں۔)

پس یہ سماع، حضرت خواجہؒ اور اُن مشائخ کی (جو اسی کیفیت کے حامل اور آتشِ محبت سے جل رہے ہوں) طبعی کیفیت کا نتیجہ، تسکین کا سامان، قوت و غذا اور رقت و حضوری کا ذریعہ تھا، جس کو وہ حضرات، علاجاً اور ضرورتاً اختیار کرتے تھے اور علاج اور

© http://www.khwajahasannizami.life

ضرورت کے بقدر ہی اُس سے کام لیتے تھے، نہ وہ کوئی عبادت، تقرب الی اللہ کا ذریعہ تھا، نہ مستقل سلوک اور شب و روز کا مشغلہ تھا۔

اسی کے ساتھ حضرت خواجہؒ نے سماع کو ان تمام خلافِ شرع منکرات و بدعات اور اسباب لہو ولعب سے، جو غیر مسلموں کے اثر سے خاص طور پر ہندوستان میں اہلِ ہوا نے یا خام کار صوفیوں نے سماع میں شامل کر لیے تھے، خود بھی دور رکھا اور اپنے متبعین کو اُن سے اجتناب کی انتہائی تاکید فرمائی ہے۔ آپ نے سماع کے آداب اِس طرح بیان فرمائے:

آپ نے فرمایا:

''سماع کی چار قسمیں ہیں: حلال، حرام، مکروہ، مباح۔ اگر صاحبِ وجد کا میلان محبوبِ حقیقی کی طرف زیادہ ہے تو سماع مباح ہے اور اگر محبوبِ مجازی کی طرف زیادہ ہے تو مکروہ ہے، اگر محبوب مجازی کی طرف میلانِ کلّی ہے تو حرام ہے، اگر محبوبِ حقیقی کی طرف میلانِ کلّی ہے تو حلال ہے، پس جس کو سماع کا ذوق ہے اُس کو چاہیے کہ وہ ان چاروں درجوں کو جانتا ہو۔''

نیز ارشاد فرمایا کہ:

''سماعِ مباح کے لیے چند چیزیں چاہییں: مسمع (سُنانے والا)، مستمع (سُننے والا)، مسموع (جو کچھ پڑھا جا رہا ہے) آلۂ سماع (ذریعہ)، مسمع کے لیے شرط یہ ہے کہ وہ پوری عمر کا آدمی ہو، کم سن نہ ہو، عورت نہ ہو۔ مستمع کے لیے ضروری ہے کہ جو کچھ وہ سُن رہا ہے وہ یادِ حق سے خالی نہ ہو۔ مسموع کے لیے شرط ہے کہ وہ بے حیائی اور ہنسی مذاق کا کلام نہ ہو۔ آلۂ سماع سے مراد مزامیر ہے، جیسے چنگ و رباب کہ یہ درمیان میں نہ ہو۔''

مزامیر سے نفرت و ممانعت: حضرت خواجہؒ مزامیر (آلاتِ غنا اور باجے وغیرہ) سے سختی سے منع فرماتے تھے اور جب کبھی اس بارے میں کسی بے احتیاطی کی اطلاع ملتی تو نہایت ناراض ہوتے، اور اس بارے میں کسی عذر کو قبول نہ فرماتے۔ سیر الاولیاء میں ہے:

''مجلس میں ایک مرتبہ ایک شخص نے حضرت سلطان المشائخ سے عرض کیا کہ ان دنوں بعض حاضر باش درویشوں نے ایک ایسی مجلس میں، جس میں چنگ و رباب اور مزامیر تھے، شرکت کی اور رقص کیا۔ فرمایا: اچھا نہیں کیا، جو خلافِ شرع ہے وہ ناپسندیدہ ہے۔ اس پر ایک شخص نے عرض کیا کہ یہ لوگ جب باہر آئے اور لوگوں نے اُن سے کہا کہ یہ آپ نے کیا کیا، اُس مجلس میں مزامیر تھے، آپ نے سماع کس طرح سُنا اور رقص کیا؟ انھوں نے جواب دیا کہ ہم سماع میں ایسے مستغرق تھے کہ ہمیں کچھ پتہ نہیں چلا کہ مزامیر ہیں یا نہیں۔ حضرت سلطان المشائخ نے سُن کر فرمایا کہ: یہ جواب بھی کچھ نہیں۔ یہ بات تو ہر معصیت کے متعلق کہی جا سکتی ہے۔''

حضرت خواجہؒ مزامیر کی ممانعت میں بڑی شدت اور مبالغہ فرماتے تھے۔ فرماتے تھے کہ:

''جب عورت کو نماز میں امام کو غلطی پر متنبہ کرنے کے لیے دستک دیتے وقت اس کی ممانعت ہے کہ ہتھیلی پر ہتھیلی ماری جائے کہ اس سے تالی کی آواز پیدا ہوتی ہے اور یہ لہو ہے، جب لہو ولعب سے اتنا پرہیز آیا ہے تو سماع میں بطریقِ اولیٰ مزامیر کی ممانعت ہونی چاہیے۔''

سماع میں آپ کی کیفیت: حضرت خواجہؒ فرماتے تھے کہ، جس شخص کو اللہ نے درد و ذوق عطا فرمایا ہے، اُس کو بغیر مزامیر کے ایک ہی شعر سُن کر رقت پیدا ہو جاتی ہے، لیکن جسے عالمِ ذوق کی خبر نہیں، اُس کے سامنے پڑھنے والے کتنے ہی پڑھیں اور کیسے ہی

© http://www.khwajahassannizamilife

مزامیر کیوں نہ ہوں، اُس پر کوئی اثر نہیں ہوتا، اس لیے کہ وہ اہلِ درد میں سے نہیں ہے، اس کام کا تعلق درد سے ہے، نہ کہ مزامیر وغیرہ سے۔

چنانچہ حضرت خواجہؒ کا حال یہ تھا کہ عارفانہ اور عاشقانہ اشعار سنتے ہی آپ پر سخت رقت طاری ہوتی، لیکن اس طرح کہ لوگوں کو خبر نہ ہوتی، خدام رومال دیتے جاتے اور وہ آپ کے آنسوؤں سے تر ہوتے جاتے، یہ دیکھ کر لوگ سمجھتے کہ آپ پر گریہ طاری ہو۔

امیر خورد (جو خود بھی اپنی کمسنی میں ان مجالس سماع میں شریک ہوتے تھے اور زیادہ تر اپنے والد اور چچا سے ان پر کیف مجلسوں اور ان وجد انگیز اشعار کا ذکر کرتے ہیں جو وہاں پڑھے گئے) کہتے ہیں کہ بعض مرتبہ بہت سے شعر پڑھے جاتے، لیکن کیفیت نہ پیدا ہوتی، یکا یک کوئی ہندی کا دوہا یا فارسی کا کوئی عاشقانہ شعر پڑھ دیتا اور مجلس مکیف ہو جاتی۔

کہتے ہیں کہ ایک مرتبہ ایک شاہی امیر قیر بک نے ایک مجلس آراستہ کی، مشائخ وصدور شہر کا اجتماع تھا، سماع شروع ہوا، کہنے والے بہت کچھ سناتے رہے، کچھ اثر نہیں ہوا، آخر حسن بہدی قوال نے یہ شعر پڑھا۔

در کلبۂ درویشی در محنت بیخویشی
بگذار مرا با من ہر سوئے مکن افسانہ

اس شعر کا پڑھنا تھا کہ حضرت سلطان المشائخ پر گریہ اور ایک حالت طاری ہوئی اور اُس کیفیت کا تمام حاضرینِ مجلس پر اثر ہوا اور سب مکیف ہوئے۔

ایک دوسری مجلس کا ذکر ہے، بالا خانہ پر مجلس ہو رہی تھی، امیر خسرو کھڑے تھے اور سلطان المشائخ ناسازی طبع کی وجہ سے چارپائی پر تشریف رکھتے تھے۔ حسن بہدی نے سعدیؒ کا یہ شعر پڑھا۔

سعدیؔ تو کیستی کہ در آئی دریں کمند
چنداں فتادہ اند کہ ماصید ناعریم

حضرت خواجہؒ پر گریہ طاری ہوا، اور اس میں ڈوب گئے۔ خواجہ اقبال رومال بڑھاتے جاتے تھے اور آپ آنسو پونچھ کر حسن بہدی کی طرف اُن کو بڑھاتے تھے، کچھ دیر کے بعد سماع ختم ہوا، امیر حاجی فرزند امیر خسرو نے امیر خسرو ہی کی غزل پڑھنی شروع کی، جس کا ایک شعر یہ تھا۔

خسروؔ تو کیستی کہ در آئی دریں شمار
کیں عشق، تیغ بر سر مردانِ دیں زدہ است

حضرت خواجہؒ پر پھر وہی کیفیت طاری ہوئی اور گریہ کا غلبہ ہوا۔

ایک مرتبہ امیر خسرو نے غزل پڑھی، جس کا مطلع تھا۔

رخ جملہ را نمود مرا گفت تو بسیں
زیں ذوق مست بنجرم کیں سخن چہ بود

آپ نے گوشۂ چشم سے امیر خسرو کو دیکھا اور کیفیت طاری ہوئی۔

عام طور پر جس شعر پر حضرت خواجہ کو ذوق آتا تھا، دہلی کی مجلسوں اور شہر کی گلیوں میں عرصہ تک اس کا چرچا رہتا تھا اور لوگ اس سے لطف لیتے اور ذوق حاصل کرتے رہتے تھے۔ سلطان علاء الدین نے بھی اہلِ دربار اور حضرت خواجہؒ کے یہاں آنے جانے والوں کو تاکید کر رکھی تھی کہ: ''جس شعر پر حضرت خواجہؒ کو ذوق آئے، اس کو یاد رکھا جائے اور بادشاہ کو سُنایا جائے۔ اکثر جب بادشاہ نے وہ شعر سنا، جس پر حضرت خواجہ کو ذوق آیا تھا تو بڑی تعریف کی اور دیر تک ذوق لیتا رہا۔

ذوقِ قرآن: قرآن مجید کا ذوق، اُس کے حفظ کا اہتمام اور تلاوت کی کثرت مشائخ چشت کا خصوصی ذوق اور اُن کی قدیم روایت ہے۔ خواجۂ بزرگ معین الدین چشتیؒ سے لے کر حضرت خواجہ نظام الدینؒ تک سب کے یہاں قرآن مجید کا خصوصی ذوق اور شغف ملتا ہے اور ہر ایک نے اپنے خلفاء خاص اور مریدینِ با

© http://www.khwajahassannizami.net

اختصاص کو حفظِ قرآن اور اشتغال بالقرآن کی تاکید کی ہے۔

خلافت دیتے وقت شیخ کبیرؒ نے حضرت خواجہ کو حفظِ قرآن کی وصیت کی تھی۔ حضرت خواجہ نے یہ وصیت پوری کی اور دہلی پہنچتے ہی اس کا سلسلہ شروع کر دیا۔ حضرت خواجہ اپنے مریدین اور اصحابِ خاص کو بھی اس کی ترغیب دیتے رہتے تھے اور تاکید فرماتے تھے۔ امیر حسن علاء سجزی جب حضرت خواجہ سے متعلق ہوئے، تو وہ بوڑھے تھے اور شعر و شاعری زندگی بھر کا مشغلہ تھا۔ حضرت خواجہ نے اُن کو ہدایت کی کہ قرآنی ذوق کو شعر و شاعری کے ذوق پر غالب کریں۔ امیر فوائد الفواد میں فرماتے ہیں:

بارہا از لفظ مبارک مخدوم شنیدہ ام می باید کہ قرآن خواندن بر شعر گفتن غالب آید۔

(بارہا آں مخدوم کی زبانِ مبارک سے میں نے یہ لفظ سُنے ہیں کہ چاہیے کہ قرآن کا پڑھنا شعر کہنے پر غالب آجائے۔)

پھر اُن کو حفظِ قرآن کی ہدایت ہوئی۔ انھوں نے ایک ثلث یاد کرلیا تو ارشاد ہوا:

دیگر ہا اندک اندک یاد گیر و یاد گرفتہ بیشینہ مکرری کن۔

(تھوڑا تھوڑا یاد کرو، اور اگلا یاد کیا ہوا دہراتے رہو۔)

مولانا بدر الدین اسحٰق کے صاحبزادے خواجہ محمد حضرت خواجہؒ کی کفالت و پرورش میں تھے، اُن کو بھی قرآن مجید یاد کرایا خواجہ محمد امام بڑے اچھے حافظ و خوش الحان تھے، اُن کو آپ نے نماز کا امام[1] بنایا تھا، اُن کی قرأت سے آپ بڑے محظوظ ہوتے اور آپ کو ان کی قرأت سُن کر بڑی رقت اور ذوق آتا۔ ان کے دوسرے بھائی خواجہ موسیٰ بھی حافظ و قاری تھے۔ معمول تھا کہ جب دستر خوان پر بیٹھتے تو پہلے خواجہ محمد اور خواجہ موسیٰ کچھ قرآن شریف پڑھتے، اس کو دعائے مائدہ کہتے تھے۔ اس کے بعد کھانا شروع ہوتا، اپنے نواسوں (خواہر زادہ کے صاحبزادگان) خواجہ رفیع الدین وغیرہ کو بھی قرآن حفظ کرایا۔ خود بھی نوافل میں قرآن شریف پڑھتے اور خاص خدام سے دریافت فرماتے کہ ان کا کیا معمول ہے؟

شیخ سے تعلق: یوں تو جو شخص جس سے کوئی نعمت پاتا ہے (اگر اس کی طبیعت میں شرافت اور احسانمندی کا جذبہ ہے) اُس کا گرویدہ ہوتا ہے اور اُس کو اپنا محسن سمجھتا ہے، لیکن حضرت خواجہ کو اپنے مرشد سے عاشقانہ اور والہانہ تعلق تھا اور ان کے اختصاص و امتیاز اور روحانی ترقیات میں اس کو خاص دخل تھا، اس محبت کا نتیجہ یہ تھا کہ جب کسی محبوب کی تعریف ہوتی تو اُن کو اپنے شیخ کی یاد تازہ ہو جاتی اور وہ انھیں کو اس کا مصداق سمجھتے۔ فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ شیخ کی زندگی میں ایک مجلس میں قوال نے یہ شعر پڑھا۔

مخرام بدیں صفت مبادا
کز چشم بدت رسد گزندی

فرماتے ہیں کہ مجھے شیخ کے اخلاق و اوصاف، اُن کا فضل و کمال اور اُن کی لطافت و زیبائی یاد آگئی۔ ایسی کیفیت طاری ہوئی کہ بیان نہیں ہو سکتی، قوال نے چاہا کہ آگے بڑھے، میں نے بار بار وہی شعر پڑھوایا، یہ ذکر کر کے آپ پر گریہ طاری ہو گیا۔ فرمایا اس کے بعد زیادہ دن نہیں گذرے کہ حضرتؒ نے انتقال کیا۔

جماعت کا اہتمام اور بلندی ہمتی: ضعف و پیری اور شدید مجاہدات کے باوجود جماعت سے نماز پڑھنے کا بیحد اہتمام تھا۔ صاحبِ سیر الاولیاء لکھتے ہیں:

"عمر شریف اسّی سے متجاوز ہو گئی، جب بھی پانچوں وقت جماعت سے نماز پڑھنے کے لیے بالا خانہ سے (جو بہت بلند تھا) جماعت خانہ میں اتر کر ان درویشوں اور ساتھیوں کے ساتھ جو وہاں موجود ہوتے تھے، جماعت کے ساتھ نماز ادا کرتے تھے، اس کبر سنی کے باوجود ہمیشہ روزہ

---

[1] حضرت خواجہ حسن ثانی نظامی کے جدِ اعلیٰ۔ (ادارہ)

رکھتے، کم افطار کرتے۔"

شریعت کی پابندی اور اتباع سنت کا اہتمام: حضرت خواجہؒ خود بھی اتباع سنت کا اہتمام بلیغ رکھتے تھے کہ بقول سعدیؒ

محال است سعدی کہ راہ صفا تواں رفت جز در پئے مصطفیٰ

اور اپنے اصحاب و خدام کو بھی بڑی تاکید فرماتے تھے۔ سنن کے علاوہ تاکید تھی کہ مستحبات و آداب تک فوت نہ ہوں۔ سیر الاولیاء میں آپ کا ارشاد منقول ہے:

استقامت می باید کہ بر متابعت رسول علیہ السلام والصلوٰۃ باشد و ہیچ مستحبے و آدابے فوت نہ شود۔

(رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی و اتباع پر مضبوطی و ثابت قدمی دکھانی چاہیے اور کوئی مستحب اور ادب بھی فوت نہ ہونے پائے۔)

مشائخ کے لیے اور جس کو پیری مریدی کرنا ہو، شریعت کا علم ضروری سمجھتے تھے تاکہ اس سے کوئی عمل خلاف شریعت نہ صادر ہو، نہ دوسرے کو کسی خلاف شرع امر کی تلقین کرے۔ فرماتے ہیں:

پیر آں چناں باید کہ در احکام شریعت و طریقت و حقیقت عالم باشد و چوں ایں چنیں باشد او خود ہیچ نامشروع نہ فرماید۔

(پیر ایسا چاہیے کہ احکام شریعت و طریقت و حقیقت کا (ضروری) علم رکھتا ہو اور جب ایسا ہوگا تو وہ کسی خلاف شرع کام کے لیے نہ کہے گا۔)

علمی پایہ: حضرت خواجہؒ باطنی کمالات کے ساتھ علوم ظاہری میں بھی بلند پایہ رکھتے تھے، اپنے زمانہ کے تمام مروجہ علوم کو بلند ہمتی، محنت اور اہتمام سے پڑھا تھا، اُن کے اساتذہ میں اُس عہد کے نامور ترین فضلاء اور شیوخ ہیں۔ ادب اور علوم دینیات کی تعلیم انھوں نے مستوفی الممالک مولانا شمس الملک شمس الدین خوارزمی سے پائی تھی۔ حدیث کا درس مولانا کمال المدین زاہد محمد ابن احمد ماریکلی سے لیا، جو صاحب مشارق الانوار امام حسن ابن محمد الصعانی کے شاگرد اور بیک واسطہ صاحب ہدایہ کے شاگرد تھے۔ کچھ کتابوں کو شیخ کبیر حضرت شیخ فرید الدین گنج شکرؒ سے پڑھ کر علم میں مزید جلا حاصل کی۔

علمی و ادبی مناسبت: اگرچہ اپنی مناسبت فطری اور شیخ کی نسبت باطنی کے اثر سے روز بروز الفاظ کے مقابلہ میں حقائق واحوال اور "اسم" سے زیادہ "مسمی" میں مشغولیت بڑھتی گئی، پھر بھی علم وادب سے مناسبت اور علمی ذوق آخر تک قائم رہا۔

سیر الاولیاء میں ہے کہ مولانا رکن الدین چغر نے کشاف اور مفصل اور ان کے علاوہ بعض کتابیں حضرت سلطان المشائخ کی خاطر نقل کر کے خدمت میں پہنچائیں۔ یہ دونوں کتابیں مشہور معتزلی فاضل علامہ محمود جار اللہ زمخشری (متوفی ۵۳۸ھ) کی تصنیف ہیں۔ پہلی کتاب تفسیر میں ہے اور دوسری نحو میں۔ اس سے بھی آپ کے علمی ذوق اور وسعت نظر کا اندازہ ہوتا ہے۔ اسی سیر الاولیاء میں ہے کہ سید خاموش ابن سید محمد کرمانی مجلس خلوت میں "خمسۂ نظامی" حضرت خواجہؒ کی خدمت میں پڑھتے تھے۔ آپ کا ادبی ذوق اتنا بلند اور پاکیزہ تھا کہ امیر خسرو جیسے سرآمد روزگار شاعر (جو اپنے طرز میں بے نظیر اور فارسی کے صف اوّل کے شعراء میں ہیں) کو شاعری میں مشورہ دیا اور رہنمائی فرمائی۔ سیر الاولیاء میں ہے کہ ابتداء میں امیر خسرو جو غزل کہتے تھے اُس کو حضرت سلطان المشائخ کی خدمت میں بنظر اصلاح پیش کرتے تھے۔ ایک روز حضرت نے اُن سے فرمایا کہ صفاہانیوں کے طرز میں کہا کرو۔

حدیث وفقہ پر نظر: سلطان غیاث الدین تغلق کے دربار میں مسئلہ سماع پر جو مجلس مناظرہ ہوئی تھی اُس میں حضرت خواجہؒ نے مسئلہ پر جو تقریر اور اس کی تنقیح فرمائی، اُس سے بھی حضرت کے علمی مرتبہ اور وسعت نظر کا اندازہ ہوتا ہے۔

© http://www.khwajahasannizamilife

ہندوستان میں حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلویؒ کے عہد سے پہلے کتب صحاح متداول نہیں ہوئی تھیں اور صحیحین تک سے لوگ زیادہ مانوس اور آشنا نہیں تھے۔ حدیث میں مشارق الانوار اور مشکوٰۃ سرمایۂ علمی اور فن حدیث کا منتہیٰ سمجھی جاتی تھی۔ بکثرت موضوع اور ضعیف احادیث صوفیوں کی زبان پر جاری اور بزرگوں کے ملفوظات مجالس میں بے تکلف منقول ہیں۔ نقدِ حدیث اور موضوعات کا علم علامہ محمد طاہر یمنی سے پہلے یہاں نظر نہیں آتا۔ حضرت خواجہؒ کے ملفوظات اور سوانح سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ ایسی بہت سی بے اصل روایات سے (جو زبان زد خلائق ہیں) استدلال نہیں فرماتے تھے اور آپ کی اس پر نظر تھی کہ احادیث صحیحہ کا سب سے مستند مجموعہ صحیحین ہیں۔ فوائد الفواد میں ہے کہ کسی نے دریافت کیا کہ یہ حدیث کیسی ہے۔ ''السخی حبیب اللہ و ان کان کافرا'' فرمایا: کسی کا مقولہ ہے۔ ایک شخص نے عرض کیا کہ یہ اربعین (چہل حدیث) کی حدیث ہے۔ فرمایا جو کچھ صحیحین میں ہے، وہ صحیح۔

اہمیت علم: اپنے مشائخ کرام کی طرح آپ کی نظر میں بھی علم کی بڑی اہمیت اور عظمت تھی، اور اس کو سالکین اور اُن لوگوں کے لیے جو ارشاد و تربیت کا کام کریں، آپ بہت ضروری سمجھتے تھے۔

بنگال کے ایک نہایت عالی استعداد نوجوان، جو بعد میں اخی سراج الدین کے نام سے مشہور ہوئے اور جو پنڈوہ کی مشہور عالم چشتی خانقاہ کے بانی اور سرِ حلقہ ہیں، لکھنوتی سے بہ نیت ارادت دہلی آئے، حضرت خواجہؒ کے مرید ہوئے۔ آپ نے مولانا فخر الدین زرادی سے فرمایا کہ: ''یہ جوان بڑی قابلیت رکھتا ہے، اگر کچھ علم ظاہر بھی رکھتا ہوتا تو درویشی میں مستحکم ہوتا۔'' یہ بات سُن کر مولانا فخر الدین نے عرض کیا کہ اگر اجازت ہو تو میں اس کو کچھ عرصہ اپنی صحبت میں رکھ کر ضروری مسائل یاد کرادوں۔ فرمایا کہ ''یہ آپ کی صحبت کا بڑا مستحق ہے۔'' مولانا فخر الدین ان کو اپنے ساتھ لے گئے اور عرصۂ قلیل میں علم سے مناسبت پیدا کردی۔

حضرت خواجہؒ کی وفات کے بعد بھی وہ تکمیلِ علم کے لیے کچھ عرصہ دہلی میں ٹھہرے رہے، پھر وطن واپس آگئے اور مشرق و بنگالہ میں سلسلۂ چشتیہ نظامیہ کی اشاعت کا ذریعہ بنے۔

بلند علوم و مضامین: علم ظاہر و باطن کی اس جامعیت اخلاص اور تفکر و مجاہدات کی بناء پر آپ کو ان بلند اور صحیح علوم اور حقائق و معارف سے حصۂ وافر ملا، جو اولیاء کاملین اور کبار مخلصین ہی کو ملا کرتا ہے، اور جو صفائے باطن، طہارت اخلاق اور اخلاص کا لازمی نتیجہ ہے، اور جس کو اہلِ تصوف علومِ لدنیہ سے تعبیر کرتے ہیں۔ صاحب سیر الاولیاء لکھتے ہیں کہ کسی علم میں گفتگو ہوتی یا کوئی اشکال پیش آتا، آپ اپنے نورِ باطن سے اُن کا جواب شافی عطا فرماتے۔

اے لقائے تو جوابِ ہر سوال
مشکل از تو حل شود بے قیل و قال

آپ اُس مسئلہ پر ایسی بلیغ تقریر فرماتے کہ تمام حاضرین مجلس حیرت میں رہ جاتے، اور ایک دوسرے سے کہتے کہ یہ کتابی جوابات نہیں ہیں، یہ الہامِ ربانی اور علمِ لدنی کے فیوض ہیں، اسی بناء پر شہر کے چوٹی کے علماء جو تصوف کے منکر اور اہلِ تصوف کے مخالف مشہور تھے، حضرت خواجہؒ کے حلقہ بگوش اور اپنے علمی غرور اور زعم پر نادم ہوئے اور آپ کے خدام اور ارادتمندوں میں شامل ہوگئے۔

علوم صحیحہ شرعیہ: اس علمی رسوخ، اتباعِ سنت اور استقامت علی الشریعت نے آپ کے ذہن کو ایسا سلیم اور مستقیم بنادیا تھا کہ اہلِ تصوف میں جو باتیں عرصۂ دراز سے ظاہر شریعت کے خلاف چلی آتی تھیں اور بہت جگہ اہلِ تصوف کا شعار بن گئی تھیں، آپ اپنی سلامتی ذہن سے اُن کو قبول نہیں کرتے تھے اور آپ کا ذوق اور تحقیق اُن کے خلاف تھی۔

© http://www.khwajahasannizami.me

تصوف کے حلقوں میں بہت عرصہ اس خیال کا اظہار ہورہا تھا کہ ولایت نبوت سے افضل اور اولیاء کو انبیاء پر فضیلت حاصل ہے، اس لیے کہ ولایت عبارت ہے۔ حضرت حق کے ساتھ مشغولیت اور ماسوی اللہ سے انقطاع سے اور نبوت میں (دعوت وتبلیغ کی وجہ سے) مخلوق کے ساتھ مشغولی ہوتی ہے، پھر اس میں اور کئی مذاہب پیدا ہوگئے اور کسی نے یہ تاویل کی کہ انبیاء کی ولایت ان کی نبوت سے افضل ہے، لیکن آپ اس کو تسلیم نہیں کرتے — فوائد الفواد میں ہے کہ حضرت خواجہؒ نے فرمایا کہ یہ مذہب باطل ہے، اس سبب سے کہ اگر چہ انبیاء مخلوق کے ساتھ مشغول ہوتے ہیں، لیکن جس وقت کہ وہ حق کے ساتھ مشغول ہوتے ہیں، اس مشغولیت کا قلیل سے قلیل زمانہ بھی اولیاء کے تمام اوقات پر فضیلت رکھتا ہے۔

حلال مانع راہِ خدا نہیں: تصوف کے متعلق عام طور پر یہ سمجھا اور مشہور کیا گیا ہے کہ تصوف تعطل اور بیکاری و بے عملی کا نام ہے اور ہر اشتغال وصول الی اللہ سے مانع اور راہِ سلوک کا رہزن ہے۔ حضرت خواجہ معرفت وتحقیق کے جس مقام پر فائز تھے اور وسائل و رسوم سے بلند ہوکر مقاصد اور لب لباب پر جس طرح آپ کی نظر تھی اُس کا مقتضایہ تھا کہ آپ اس مقام سے آگے بڑھ چکے تھے اور فعل حلال ومشروع کی نورانیت اور اس کا ذریعۂ قرب ہونا آپ کی نظر میں تھا۔ حضرت خواجہ سید محمد گیسودراز کے ملفوظات ''جوامع الکلم'' میں ہے کہ حضرت خواجہ نظام الدین الدینؒ نے فرمایا:

''ہیچ کسے (چیزے) کہ حلال است مانع راہ خدائی نیست وقاطع سلوک نیست وگرنہ مشروع وحلال نبودی''

(کوئی چیز جو حلال ہے راہِ خدا کی مانع اور قاطع سلوک نہیں، ورنہ مشروع وحلال نہ ہوتی۔)

(اقتباس از تاریخ دعوت وعزیمت، حصہ سوم)

فارم IV

(دیکھیے ضابطہ نمبر 8)

ماہنامہ منادی، نئی دہلی

1۔ مقام اشاعت : درگاہ حضرت خواجہ نظام الدین اولیاءؒ بستی حضرت نظام الدین اولیاءؒ، نئی دہلی۔13

2۔ وقفۂ اشاعت : ماہانہ

3۔ پرنٹر کا نام : خواجہ حسن ثانی نظامی

قومیت : ہندوستانی

پتہ : درگاہ حضرت خواجہ نظام الدین اولیاءؒ، نئی دہلی۔13

4۔ ناشر کا نام : خواجہ حسن ثانی نظامی

قومیت : ہندوستانی

پتہ : درگاہ حضرت خواجہ نظام الدین اولیاءؒ، نئی دہلی۔13

5۔ ایڈیٹر کا نام : خواجہ حسن ثانی نظامی

قومیت : ہندوستانی

پتہ : درگاہ حضرت خواجہ نظام الدین اولیاءؒ، نئی دہلی۔13

میں خواجہ حسن ثانی نظامی اعلان کرتا ہوں کہ مندرجہ بالا تفصیلات میری معلومات اور یقین کے مطابق صحیح اور درست ہیں۔

دستخط

01-03-2012 خواجہ حسن ثانی نظامی

© http://www.khwajahasanizamilive

صوفیائے عظام کا مشہور و معروف مستند تذکرہ

سیر الاولیاء

جو ایک عرصے سے دستیاب نہ تھا، اب پوری آب و تاب کے ساتھ منظر عام پر آ گیا ہے

۶۵۰ سال سے کچھ پہلے مرتب ہوئے اس منفرد تذکرے کی سب سے بڑی خوبی یہ ہے کہ اس کے مصنف

حضرت سید محمد مبارک علوی کرمانی المعروف بہ امیر خورد

حضرت محبوب الٰہیؒ کے زمانے کے ایک نامور اللہ والے تھے۔ اس کتاب میں بالخصوص

سلطان المشائخ اور ان کے جلیل القدر رفقاء و خلفاء

کے سوانحی حالات، ملفوظات، نوشتوں اور سلسلۂ چشتیہ نظامیہ کے

معارف، تصوف اور تعلیمات کی جس سلیقے سے چمن بندی کی گئی ہے اس نے اسے صوفیائے کرام کے سبھی تذکروں میں ایک نہایت معتبر، منفرد اور ممتاز تذکرہ بنا دیا ہے۔ گویا یہ بے بہا تصنیف بیک وقت تذکرہ بھی ہے، ملفوظات بھی اور آئین تعلیمات تصوف بھی۔ چشتی نظامی بھائیوں کے لیے بیش بہا تحفہ

جس کا ہر گھر میں ہونا ضروری ہے

عمدہ سفید کاغذ، دیدہ زیب چھپائی اور پکی جلدوں کے ساتھ

اب سیر الاولیاء اصل فارسی کے علاوہ اردو میں بھی دستیاب ہے

سیر الاولیاء
فارسی
صفحات: ایک ہزار

قیمت: 600 روپے

سیر الاولیاء (اردو)
ترجمہ: اعجاز الحق قدوسی
صفحات: بارہ سو

ملنے کا پتہ

خواجہ حسن ثانی نظامی

خواجہ ہال، بستی حضرت نظام الدین اولیاءؒ، نئی دہلی۔ 110013

© http://www.khwajahassanizami.life

مصورِ فطرت شمس العلماء حضرت خواجہ حسن نظامیؒ

کی تمام بے مثال و نادر تصنیفات نیز خواجہ حسن ثانی نظامی کی کتابیں

ترتیلی ترجمہ قرآن مجید (اردو)	حضرت خواجہ حسن نظامیؒ	قیمت: -/400
ترتیلی ترجمہ قرآن مجید (ہندی)	حضرت خواجہ حسن نظامیؒ	قیمت: -/400
تاریخی روزنامچہ ۱۹۳۱ء	حضرت خواجہ حسن نظامیؒ	قیمت: -/250
مراۃ الاسرار (اردو)	حضرت شیخ عبدالرحمٰن چشتیؒ	قیمت: -/800
سیر الاولیاء (فارسی)	حضرت اعجاز الحق قدوسیؒ	قیمت: -/800
سیر الاولیاء (اردو)	حضرت اعجاز الحق قدوسیؒ	قیمت: -/600
سفرنامہ مصر و شام و حجاز	حضرت خواجہ حسن نظامیؒ	قیمت: -/350
1857 کی بارہ کتابیں ایک جلد میں	حضرت خواجہ حسن نظامیؒ	قیمت: -/800
فوائد الفواد (اردو)	خواجہ حسن ثانی نظامی	قیمت: -/800
فوائد الفواد (ہندی)	خواجہ حسن ثانی نظامی	قیمت: -/800
نظامی بنسری	حضرت خواجہ حسن نظامیؒ	قیمت: -/400
تصوف، رسم اور حقیقت	خواجہ حسن ثانی نظامی	قیمت: -/200
سی پارۂ دل (اردو)	حضرت خواجہ حسن نظامیؒ	قیمت: -/150
سی پارۂ دل (ہندی)	حضرت خواجہ حسن نظامیؒ	قیمت:
میلاد نامہ	حضرت خواجہ حسن نظامیؒ	قیمت: -/100
راحت القلوب	حضرت ملا واحدیؒ	قیمت: -/75
اعمال حزب البحر	حضرت خواجہ حسن نظامیؒ	قیمت: -/200
مرشد کو سجدۂ تعظیم	حضرت خواجہ حسن نظامیؒ	قیمت: -/50
تذکرۂ نظامی	خواجہ حسن ثانی نظامی	قیمت: -/20
مادرِ ہمدرد	حضرت خواجہ حسن نظامیؒ	قیمت: -/50
محرم نامہ	حضرت خواجہ حسن نظامیؒ	قیمت: -/200

ملنے کا پتہ: **خواجہ حسن ثانی نظامی**

خواجہ ہال، بستی حضرت نظام الدین اولیاءؒ، نئی دہلی 110013

© http://www.khwajahasannizami.in



حضرت خواجہ سید مہدی نظامی کی بڑی صاحبزادی فرزالہ سلمہا نظامی اور حضرت سید عبدالرب نظامی کے فرزندزین نظامی شافی نظامی کے ساتھ نانا دادا کے مزار پر

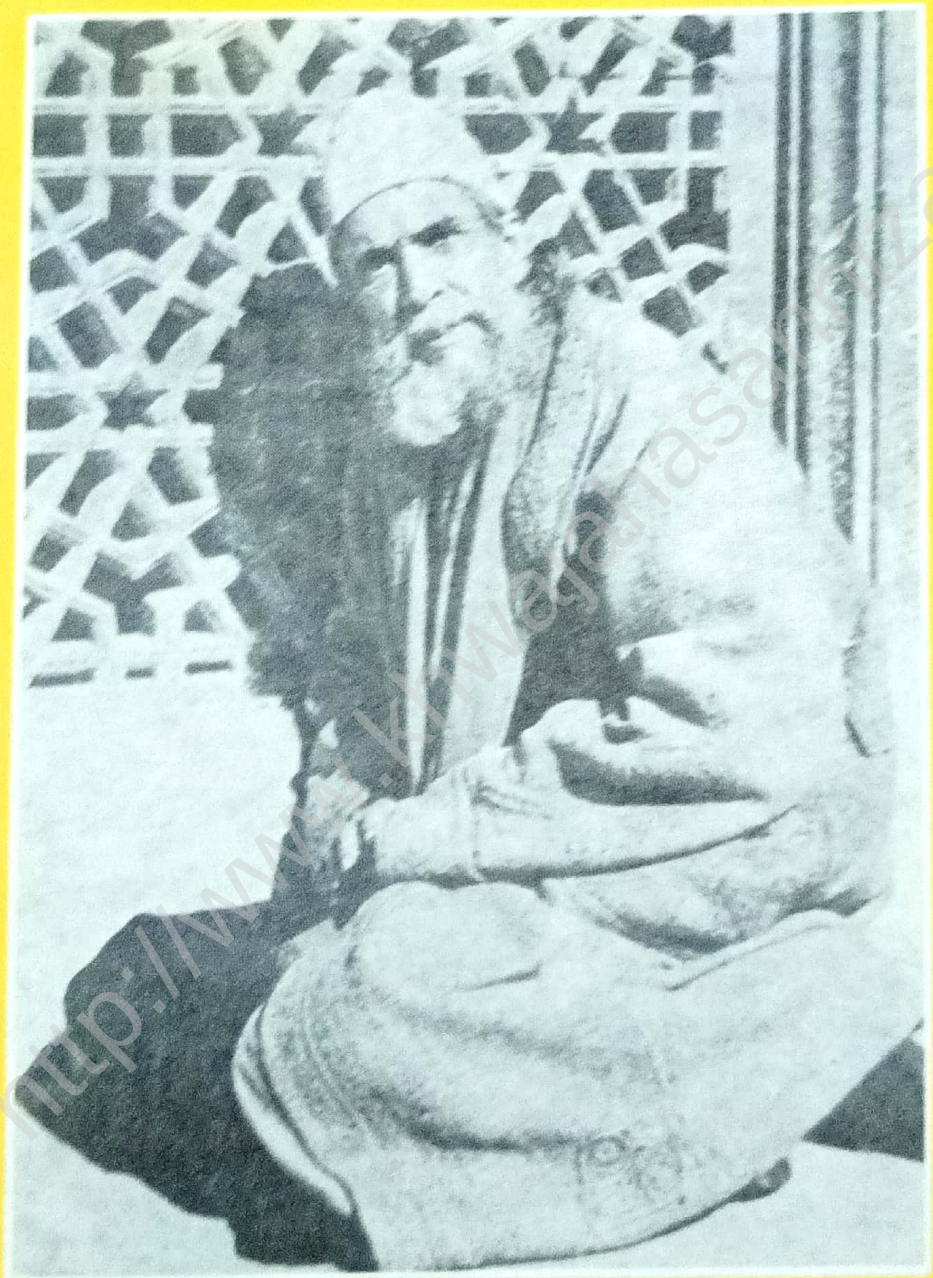
© http://www.khwajahasanizami.lif

Postal Regn. No. DL(S)-01/3117/2012-14
RNI No.-793/57

Volume 86 March-2012 Issue No.3

THE MUNADI DELHI

Telephone : 24359807



مصورِ فطرت حضرت خواجہ حسن نظامیؒ

Printer, Publisher & Owner Khwaja Hasan Sani Nizami
Printed at : M.R.Printers, Street Garhiyya, Kucha Chellan, Darya Ganj, New Delhi-110002
Published from Dargah Hazrat Khawaja Nizamuddin Aulia, New Delhi-13

© http://www.khwajahasansanizami.life